# گوشہ علمی وتعلیمی خبریں

مرتب: پروفیسر حافظ ثناء اللہ محمود/ پروفیسر ریاض الدین ربانی

## سعودی عرب کی عظیم عالمی علمی خدمت "شاہ فیصل عالمی ایوارڈ"

☆پروفیسر نادر عالم

سعودی عرب کا ایک عظیم فلاحی ادارہ (کنگ فیصل فاؤنڈیشن) کے نام سے آج دنیا بھر میں فلاحی کاموں میں مصروف عمل ہے، جسکی بنیاد مرحوم شاہ خالد بن عبدالعزیز کی سرپرستی میں ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۶ء کو رکھی گئی۔ اس فلاحی ادارے کا قیام عالم اسلام کی عظیم شخصیت شاہ فیصل بن عبدالعزیز کے بیٹوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے تاکہ صدقہ جاریہ کی شکل میں شہید والد کی خدمات کا اعتراف ہوتا رہے۔ اس لئے اس فلاحی ادارے کا نام شاہ فیصل بن عبدالعزیز کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کنگ فیصل فاؤنڈیشن نے جس کار خیر کا بیڑہ اٹھایا ان میں سعودی عرب اور سعودی عرب سے باہر گوشے گوشے میں مساجد کی تعمیر، اسلامی مراکز کا قیام، اسلامی مدارس اور انسٹیٹیوٹ کے سلسلے، طلباء کی رہائش کے انتظامات، اسلامی کتابوں کی طباعت، مختلف ممالک میں طلباء کی اعلیٰ تعلیم کے انتظامات، معذور بچوں کی دیکھ بھال کے مراکز کلینک اور ہسپتالوں کا قیام، ریسرچ سینٹرز اور مختلف امدادی مراکز شامل ہیں۔

**شاہ فیصل عالمی ایوارڈ کا اجراء:**۔ ان میں ایک بڑا اقدام (عالمی ایوارڈ) کا اٹھایا گیا۔ ۱۳۹۷ھ، شعبان کے مہینے میں شہزادہ خالد الفیصل نے اس عالمی ایوارڈ کے اجراء کا اعلان فرمایا۔ جس کا نام کنگ فیصل عالمی ایوارڈ رکھا گیا۔ ابتداء میں یہ ایوارڈ تین

☆ وائس پرنسپل ریاض اسکول سعودی عرب ونگ ہیڈ جونیئر بوائز ونگ

شعبوں یعنی خدمت اسلام، اسلامک اسٹڈیز اور عربی ادب کے لئے مختص کیا گیا، لیکن ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں فاؤنڈیشن کی مجلس عاملہ نے ایوارڈ میں مزید دو شعبوں کا اضافہ کیا جس میں طب اور سائنس شامل ہیں۔ اس طرح ایوارڈ کا دائرہ پانچ مختلف شعبوں تک جا پہنچا۔ اور یوں ایوارڈ کا دائرہ مسلمانوں سے وسیع ہوتا ہوا غیر مسلموں تک جا پہنچا۔ اور کسی اسلامی ملک سے دیا جانے والا پہلا عالمی ایوارڈ دنیا کی نظر میں اپنا مقام بناتا گیا۔

**ایوارڈ کے اہداف**:۔ شہید فیصل بن عبدالعزیزؒ کی اولاد اپنے والد محترم کے افکار سے خوب واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کے والد نہ صرف اپنے ملک کے باشندوں کے مسائل پر نظر رکھتے ہیں بلکہ امت مسلمہ کیلئے بھی دل میں درد رکھتے تھے، ان کو معلوم تھا کہ علم کے بغیر کسی قوم کی ترقی ناممکن ہے، اس لئے وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو علم کے راستے پر دیکھنا چاہتے تھے۔۔ وہ فرماتے تھے کہ ''فوج شہر فتح کرتی ہے مگر علم بلندیوں کو فتح کرتا ہے'' اس لئے اس ایوارڈ کے مقاصد علمی اور عملی میدانوں میں مسلمانوں اور اسلام کی عملی خدمت ہے، مسلمانوں کی دور حاضر اور مستقبل کی خدمت ہے، مسلمانوں کو دور حاضر اور مستقبل میں عام فائدہ پہنچانا اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے تاکہ وہ علمی تحقیق وترقی میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔

''خدمت اسلام'' ایوارڈ کمیٹی: پانچ شعبوں پر مشتمل ہے اس عالمی ایوارڈ کے فائزین کو منتخب کرنے کا ایک معیاری طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ ہر شعبہ کی الگ الگ کمیٹی بنائی گئی ہے، ہر کمیٹی کے ممبران خاص صلاحیت کے مالک ہیں

**ایوارڈ خدمت اسلام**:۔ اس ایوارڈ کو حاصل کرنے والے کا انتخاب جو کمیٹی کرتی ہے وہ ان ممبران پر مشتمل ہوتی ہے:۔

صدر اعلیٰ کمیٹی برائے دعوت اسلامی سعودی عر
صدر مجلس فیصل فاؤنڈیشن
رئیس جامعۃ الازہر
سیکرٹری جنرل تنظیم مؤتمر عالم اسلامی
سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

دومختلف ممالک کے معروف علماء کرام جن کا انتخاب ہرسال ایوارڈ کمیٹی کے ممبران کرتے ہیں

**"اسلامک اسٹڈیز" ایوارڈ کمیٹی**:۔اس ایوارڈ کوحاصل کرنے والے کاانتخاب کمیٹی، یونیورسٹیز اور علمی اداروں سے کرتی ہے جوان ممبران پر مشتمل ہوتی ہے:۔

دوعلماء کرام جوعقیدہ اسلامیہ سے متخصص ہوں

دوعلمائے کرام جوعلم فقہ کے ماہرہوں

دوعلمائے کرام جوعلوم قرآن وحدیث کے ماہرہوں

ایک عالم کوجوعربی زبان پرمکمل عبوررکھتاہو

چونکہ ہرسال ایوارڈ کے لئے ایک خاص موضوع دیاجاتاہے، اس لئے اس کمیٹی میں اس موضوع کے دوماہرین کااضافہ کیاجاتاہے۔

**"عربی ادب" ایوارڈ کمیٹی**:۔اس ایوارڈ کوحاصل کرنے والے کا انتخاب بھی کمیٹی یونیورسٹیز اور علمی اداروں سے کرتی ہے یہ کمیٹی ان ممبران پر مشتمل ہوتی ہے

تین قدیم عربی ادب کے ماہر

دوجدیدعربی ادب کے ماہر

ایک ممبر جوعربی زبان کی گرامرپرمکمل عبوررکھتاہو

ایک ممبر جوجدیدعربی ادب پرتنقیدی جائزہ کاماہرہو

ایک ممبرکی تحقیق ورثہ عربی ادب پرہو

ہرسال اس ایوارڈ کیلیے بھی خاص موضوع مقررکیاجاتاہےاس لئے موضوع کے دوماہرین کا کمیٹی میں اضافہ کیاجاتاہے

**"علم طب" ایوارڈ کمیٹی**:۔ اس ایوارڈ کوحاصل کرنے والے کا بھی انتخاب کمیٹی یونیورسٹیز اور علمی اداروں سے کرتی ہے یہ کمیٹی اا ممبران پر مشتمل ہوتی ہے

تین ڈاکٹرز جوایسے امراض کے ماہرہوں جن میں مریض کوہسپتال میں داخل کیاجاتاہے۔ تین ڈاکٹرز جوایسے امراض کے ماہرہوں جن میں مریض کوہسپتال میں داخل نہیں کیاجاتا تین ڈاکٹرز جوعالمی شہریت یافتہ ہوں، یہ تینوں ہرسال ایوارڈ کے موضوع کے اعتبارسے منتخب کئے جاتے ہیں

**"علم سائنس" ایوارڈ کمیٹی** :۔یہ ایوارڈ سائنس کے مختلف شعبوں پر محیط ہے جس میں فزکس کیمسٹری بایوکیمسٹری، بیالوجی، ریاضیات(Maths) شامل ہیں۔اس ایوارڈ کو حاصل کرنے والے کا انتخاب کمیٹی مختلف یونیورسٹیز اور علمی اداروں سے کرتی ہے یہ کمیٹی ان ممبران پر مشتمل ہوتی ہے

چار ممبران جو سائنسی علوم کے بنیادی شعبوں کے ماہر ہوتے ہیں جن میں بیالوجی، فزکس کیمسٹری، اور ریاضیات شامل ہوتے ہیں:۔

دو ممبران انجینئرنگ کے ماہر شامل ہوتے ہیں

تین ممبران جو عالمی شہریت یافتہ ہوں جو ہر سال ایوارڈ کے موضوع کا لحاظ رکھتے ہوئے منتخب کیے جاتے ہیں

ان ممالک میں سرفہرست مصر اور امریکہ کے محقق اور اسکالرز ہیں جنہوں نے بالترتیب ۲۷ اور ۲۴ ایوارڈ حاصل کیے ہیں

پاکستان سے ۱۹۷۹ میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو خدمت اسلام پر یہ ایوارڈ دیا گیا جبکہ خدمت اسلام ہی کے حوالہ سے ۱۹۹۰ میں دو مذہبی سکالرز میں یہ انعام مساوی طور پر تقسیم کیا گیا جن میں پاکستان کے خورشید احمد شامل ہیں

ایوارڈ پانے والے خوش نصیبوں کیلئے اس سے بڑا کیا اعزاز ہوسکتا ہے کہ ان کا نام اس عالمی ایوارڈ کے ساتھ لیا جائے اور اس کے حقدار ٹھہرائے جائیں مگر اس کے ساتھ ان خوش نصیبوں کو ایک عدد گولڈ میڈل جو ۲۴ کیرٹ سونے کا ہے جس کا وزن ۲۰۰ گرام ہوتا ہے، ساتھ میں ساڑھے ساتھ لاکھ (۷۵۰۰۰۰) سعودی ریال کا چیک جو دو لاکھ امریکی ڈالر کے مساوی ہوتا ہے اور ایک حکومتی رسم الخط سے تحریر شدہ سرٹیفکیٹ جس میں خوش نصیب کا نام اور اسکا مختصراً تحقیقی کام تحریر ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ اس اعزاز کا حق دار ٹھہرایا گیا، پیش کیے جاتے ہیں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کنگ فیصل عالمی ایوارڈ پانے والے بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں جن کو اس ایوارڈ کے بعد دنیا کے دوسرے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا جس میں نوبل ایوارڈ بھی شامل ہے۔

کسی ملک کی جانب سے یہ پہلی عالمی کوشش ہے پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک کو بھی اپنے ملک کے اہل علم کی خدمات کو سراہنے کیلئے اس قسم کی کوششوں کا آغاز کرنا چاہیے۔

## یکم جولائی ۲۰۰۷ء سے پانچ ہزار پی ایچ ڈی الاؤنس دینے کے اعلان پر عمل درآمد کی درخواست: چیف ایڈیٹر

گرامی قدر جناب صدر مملکت جنرل پرویز مشرف صاحب اسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے پی ایچ ڈی ہولڈرز کو 15 دسمبر ۲۰۰۱ء کے نوٹیفکیشن نمبر pcs-T-1(6)/2001(ps) جس میں pcsT/-a(3)/2000(Dcs) کا حوالہ دیا گیا ہے کے ذریعہ=5000 پانچ ہزار پی ایچ ڈی الاؤنس مل رہا ہے

فیڈرل گورنمنٹ کی فائنس ڈویژن نے آرڈر نمبر F-1(9)1mp/2001 میں توسیع کرتے ہوئے 4 مارچ ۲۰۰۴ء کو آرڈر نمبر 15-3'/S/HEC/2003-572 کے تحت سوشل سائنسز (آرٹس) کو بھی پانچ ہزار پی ایچ ڈی الاؤنس دینے کا اعلان کیا تھا جس کی تعمیل میں چاروں صوبوں کی حکومتوں نے بھی آرڈر جاری کئے سندھ گورنمنٹ نے F.D(SR111)5/29-2002 کے حوالہ سے 22 ستمبر 2003ء سے تمام پی ایچ ڈی ڈگری ہولڈرز کو پانچ ہزار الاؤنس دینے کا آرڈر جاری کیا لیکن اس پر اندرون سندھ تو عمل ہوا کراچی میں عمل درآمد نہیں کیا گیا یہ بھی واضح رہے ملک کی تمام یونیورسٹیز میں تمام پی ایچ ڈی ڈگری ہولڈرز کو پانچ ہزار الاؤنس دیا جارہا ہے۔

**سینٹ کی قائمہ کمیٹی**: معلوم ہوا ہے 2007ء میں سینٹ میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ آئین کے تحت تمام پی ایچ ڈی ڈگریاں مساوی ہیں اور یہ پی ایچ ڈی الاؤنس ہے سبجیکٹ الاؤنس نہیں لہٰذا ہر پی ایچ ڈی ہولڈر کو 5000 دیا جائے پھر یہ مسئلہ وفاقی کیبنٹ ڈویژن میں زیر بحث آیا اور کابینہ نے بھی اس کی توثیق کردی وفاقی وزیر اطلاعات محمد علی درانی نے مورخہ 05-07 کو اعلان کیا کہ ہر پی ایچ ڈی ڈگری ہولڈرز کو یکم جولائی سے 5000 الاؤنس دیا جائے گا یہ خبر تمام اخبارات میں 05-07 کو شایع ہوئی ہے لیکن ابھی تک ایجوکیشن ڈپارٹ یا سندھ گورنمنٹ کو کوئی آرڈر موصول نہیں ہوا ہے نہ اس مد میں بجٹ رکھا گیا ہے آپ سے درخواست ہے فوری طور سے اس اعلان پر عمل درآمد کروایا جائے (

کارروائی کی ایک کاپی ہمیں بھی عنایت کردی جائے )

**کاپی برائے ضروری کارروائی**

| | |
|---|---|
| ۱۔وزیراعظم پاکستان | ۶۔وزیراعلیٰ سندھ |
| ۲۔چیئرمین ایچ ای سی اسلام آباد | ۷۔صوبائی وزیرخزانہ |
| ۳۔وفاقی وزیرخزانہ اسلام آباد | ۸۔صوبائی وزیرتعلیم |
| ۴۔وفاقی وزیرتعلیم | ۹۔قائدحزب اختلاف |
| ۵۔وفاقی وزیراطلاعات | ۱۰۔برائے اخبارات |

## کالج ملازمین کو اپ گریڈ کرنے کے وزیر اعظم کے اعلان پر عمل در آمد کی درخواست: چیف ایڈیٹر

گرامی قدر جناب صدر مملکت جنرل پرویز مشرف صاحب اسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی وزیراعظم پاکستان نے تقریباً چھ ماہ قبل اعلان کیا تھا کہ اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے ملازمین کو اپ گریڈ کیا جارہا ہے یعنی جو جس گریڈ میں ہے اسے اگلا گریڈ دیا جارہا ہے۔

دسمبر ۲۰۰۶ء سے یونیورسٹیز کے اساتذہ کو اپ گریڈ کیا جاچکا ہے لیکن چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود کالجز سے وابستہ افراد کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا ہے۔

آپ سے درخواست ہے چاروں صوبوں بالخصوص حکومت سندھ کو ہدایات جاری کی جائیں کہ دسمبر ۲۰۰۶ء سے تمام اساتذہ کو اپ گریڈ کردیا جائے

اگر تمام اساتذہ کو ایک ساتھ اپ گریڈ کرنا ممکن نہ ہو تو پہلے مرحلہ میں اسکول وکالج کے تمام پی ایچ ڈی اساتذہ کو اپ گریڈ کرنے کا آرڈر جاری کردیا جائے۔

ہم امید کرتے ہیں ملک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معاشی اعتبار سے متوسط طبقہ کو ان کا جائز حق فراہم کرکے اپنی عوامی حمایت میں اضافہ کرنے کے ساتھ دعاؤں کے مستحق بن سکتے ہیں۔

**کاپی برائے ضروری کارروائی**

| | |
|---|---|
| ۱۔وزیراعظم پاکستان | ۶۔وزیراعلیٰ سندھ |
| ۲۔چیئرمین ایچ ای سی اسلام آباد | ۷۔صوبائی وزیرخزانہ |

۳۔وفاقی وزیر خزانہ اسلام آباد ۸۔صوبائی وزیر تعلیم
۴۔وفاقی وزیر تعلیم ۹۔قائد حزب اختلاف
۵۔وفاقی وزیر اطلاعات ۱۰۔برائے اخبارات

## مغربی میڈیا کی اسلام کے خلاف اشتعال انگیزی

سلیم یزدانی

مغرب اور امریکا کا الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا ایک سازش کے تحت پیغمبر اسلام ﷺ اور اسلام کے خلاف ایسا جھوٹ اور اشتعال انگیز مواد نشر اور شائع کر رہا ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں اور وہ مشتعل ہوں اور اس کے ردعمل میں جب وہ احتجاج کریں تو انہیں انتہا پسند اور دہشت گرد کہہ کر بدنام کیا جائے۔ یہ گھناؤنا منصوبہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد اور روس کے کمیونسٹ ایمپائر کے زوال کے بعد شدت سے آگے بڑھایا گیا۔ پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت سپریم کورٹ نے اپنے حکم کے تحت ایسی ویب سائٹس کو بلاک کرنے کے احکام جاری کئے ہیں کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر ایسی ویب سائٹس پر گستاخانہ خاکے برابر شائع کئے جاتے رہیں گے تو دیکھنے والے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوگا اور اسلام کے خلاف ناپاک منصوبہ بنانے والے اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اسلام کے خلاف اور پیغمبر اسلام کے خلاف یورپ کے انتہا پسند طبقوں میں بنیاد پرستی کے تصورات موجود ہیں ان کے لئے یہ حقیقت تکلیف اور نفرت کا باعث بن رہی ہے کہ ان کے تمام باطل اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کے باوجود اسلام پہلے سے زیادہ تیزی سے یورپ اور امریکا کے عیسائیوں اور یہودیوں میں پھیل رہا ہے۔ پہلے انہیں کمیونزم کے نظریئے سے خوف تھا جب وہ ختم ہوا تو یورپ اور امریکا کے مذہبی بنیاد پرستوں جن کا سرخیل samuel Hunting ton نامی شخص تھا۔اس شخص نے ایک معروف شوشہ چھوڑا اور انتہا پسندوں نے اسے میڈیا کے ذریعہ عام کیا یہ نظریہ یا مفروضہ ''clash of civilizations'' کہلایا اور یہ طے پایا کہ 2001ء کو تہذیبوں کے درمیان ڈائیلاگ کا سال قرار دیا جائے تاکہ دنیا اسکو حقیقی مسئلہ سمجھنے لگے۔ درحقیقت اس نظریہ کو عام کرنے کے پیچھے تیل کی دولت پر قبضہ کرنا تھا۔ اس کا بخوبی اندازہ امریکا کے

معروف جریدے ''فارن افیئر ز'' کے1992/93 ونٹر کے شمارے کے ایڈیٹوریل کے اس اقتباس سے ہوسکتا ہے جو

james f.huge,jr نے لکھا تھا کہ اور لوگ یقیناً یہ بات جانتے ہونگے کہ امریکی حکومت کے بالائی حلقوں تک یہ شخص رسائی رکھتا ہے اور The.Neo-cones نامی تھینک ٹینک جس کے اثرات اور سوچ کے شاخسانے کے طور پر امریکا نے عراق پر حملہ کیا اور اسے تباہ کیا۔ اس کا یہ اہم ستون ہے امریکا کی خارجہ پالیسی اور دفاعی پالیسی کی ناکامی کے بعد اب یہ ایک ایک کر کے مستعفی ہو رہے ہیں۔ اگر فارن افیئر ز کے ایڈیٹوریل کے لفظوں میں پوشیدہ زہر کی ہلاکت آفرینی کو دیکھا جائے تو چھ لاکھ سے زیادہ عراقیوں کی ہلاکتیں اسکا کھلا ثبوت ہیں۔ آج ہر امریکی کہہ رہا ہے کہ یہ Neo-cones کا گیم ہے انگریزی عبارت ہی تحریر کرتا ہوں تا کہ اسلام سے نفرت کا قارئین کو بھی کچھ اندازہ ہو جائے۔

with communism routed there remain potent ideological rivals to democracy for good or ill, islam will be a major factor along several strategic fault lined from west to east, starting at the adriatic, running through central asia to the outer provinces of china,and north from south to the maghreb and turkey to yamen and the sudan.

امریکا کے مذہبی بنیاد پرستوں اور مغربی میڈیا کی یہ کوشش ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرتیں پیدا کریں۔ جھوٹ کا سہارا لے کر مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کریں اور یورپی عوام اور امریکیوں کے ذہنوں میں ڈالیں کہ کمیونزم کے بعد اسلام ان کا سب سے بڑا دشمن ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے تہذیبوں کا ٹکراؤ ہے۔ انہی ذہنی تحفظات اور سوچ کے تحت 9/11 کے بعد صدر بش نے لفظ کروسیڈ یوز کیا جب اس پر شدید درعمل ہوا تو کہا گیا کہ ایسا غلطی سے ہوا اس سے پہلے وہ Axis of Evil کی اصطلاح بعض مسلمان ملکوں کے لئے استعمال کر چکے تھے جس میں ایران

سرفہرست ہے۔ پھر اسلامی فاشزم کی اصطلاح بھی انہوں نے ایجاد کی۔

اللہ کا اپنا ایک نظام ہے جو جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ ثابت کرتا رہتا ہے اور انسان اپنے پیدا کردہ شر میں خود گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب اللہ کی گرفت آتی ہے تو مظلوموں کی آہیں زنجیر بن کر لپٹ جاتی ہیں کیا رمزفیلڈ نے کبھی سوچا تھا کہ وہ مستعفی ہو گا جون بولٹن کا غرور خاک میں مل چکا ہے کونڈا لیزا رائس اور پال ولفووٹیز انہی Neo-cones کی راستوں کی طرف جا رہے ہیں۔ صدر بش کے دور کا پنڈورا باکس آہستہ آہستہ کھل رہا ہے اقوام کا اعتماد امریکا کی پالیسیوں سے اٹھ رہا ہے امریکا کے گلوبل مقاصد اور اس کی فوجی اہلیت و صلاحیت اور سپر پاور ہونے کے ناطے اس کے دائرہ عمل پر عدم اعتماد اور شک کے بادل چھا رہے ہیں۔ امریکا کا عراق میں ناکام ہونا اور افغانستان میں امریکا اور نیٹو کے اسٹریٹیجک مقاصد کی شکست آنے والے وقتوں میں ساری دنیا کو عدم استحکام کی طرف لے جائے گی۔

مغرب اور امریکا کا میڈیا ایک تسلسل سے اسلام کے خلاف پروپگنڈا کر رہا ہے اس میں مغرب اور امریکا کے مذہبی انتہا پسندوں کا ہاتھ ہے۔ اس کا ایک ہی مقصد ہے کہ مسلمان مشتعل ہوں۔ کیا بات عجیب سی نہیں ہے کہ یورپ اور امریکا کے حکمراں کبھی تہذیبوں کے تصادم کی بات کرتے ہیں کبھی axis of evil کی تھیوری کا شوشہ چھوڑتے ہیں کبھی کروسیڈ کہ کر افغانستان پر حملہ آور ہوتے ہیں کبھی بلا جواز عراق کو تہس نہس کر دیتے ہیں پھر موجودہ پوپ اسلام پر الزامات لگاتے ہیں جو جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسے باتوں کا مقصد عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف کھڑا کرنا ہے یہ ہر وہ شخص جانتا ہے بشمول موجودہ پوپ کے اسلام طاقت کے ذریعہ دین کو پھیلانے کا سب سے بڑا مخالف ہے یہ جو ترکوں نے آدھا یورپ فتح کیا عربوں نے اسپین پر قبضہ کیا اور بھارت پر مسلمان حکومتیں قائم ہوئیں یہ اسلام کو پھیلانے کے لئے نہیں ہوا اگر ایسا ہوتا تو ترکوں کے مقبوضات میں اسپین میں اور بھارت میں ایک غیر مسلم نہ ہوتا۔ حضرت عیسیٰ کا قول ہے اور کون ایسا عیسائی ہے جو نہیں جانتا کہ ”کہ تم انہیں ان کے عمل کے ثمر سے پہچان سکتے ہو“۔ مسلمان حکمرانوں نے کبھی بھی دین تلوار سے پھیلانے کی کوشش نہیں کی تو پھر نبی کریم کو بدنام کرنے اور اسلام کے خلاف جھوٹ گڑھنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے مسلمانوں کی تاریخ سے

ایک بھی ایسی مثال نہیں دی جا سکتی جب انہوں نے محکوم اقوام پر اسلام کو تھوپنے کی کوشش کی ہو برخلاف اس کے دوسری اقوام کی تاریخیں اس سے بھری پڑی ہیں ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان وجود میں آیا تو بیس لاکھ مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا یہ بھی کسی طرح ہولوکاسٹ (holocaust) سے کم تر نسل کشی کا واقعہ نہیں تھا ابھی یہ کل کی بات ہے کہ بوسنیا مین کس طرح سرب عیسائیوں نے مسلمانوں کی نسل کشی کی ہے آج تک ان کے خلاف مقدمات چل رہے ہیں اسرائیلیوں نے کس طرح لاکھوں عرب فلسطینی مسلمانوں کو ان کے وطن سے نکالا انکا قتل عام کیا انہوں نے لبنان میں کیسی بربریت کا مظاہرہ کیا اور اب غزہ میں کر رہے ہیں۔ اسپین میں مسلمانوں اور یہودیوں کی نسل کشی کی گئی اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ سلمانوں نے کبھی ایسی ظلم اور بربریت کا مظاہرہ کیوں نہیں کیا اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن انہیں ایسا کرنے سے روکتا ہے۔ نبی کریمؐ نے اہل ایمان کو ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اس سے بڑا کوئی جھوٹ نہیں ہو سکتا اور یہ آج بھی مغربی ملکوں اور امریکی میڈیا سے پھیلایا جا رہا ہے تا کہ آج کی نسل کو اسلام میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ پورے امریکا اور یورپ کے مذہبی انتہا پسند خوف زدہ ہیں کہ اسلام نئی نسل میں کیوں پھیل رہا ہے اس لئے کہ یورپ اور امریکا میں رہنے والے مسلمان جو دین پر عمل کرنے والے ہیں خواہ وہ کتنے ہی کم کیوں نہ ہوں ان کا حسن سلوک ان کا رہن سہن ان کی سوچ بتا رہی ہے کہ اسلام کیا ہے، حق حق ہے اور باطل باطل ہے ان کے باہم تعلقات کا محور قرآن وسنت کی رہنمائی ہے وہ کالا مسلمان ہو یا پیلا گورا ہو یا سرخ ایک ہی ذات کے پیچھے ہیں اور وہ ہے نبی کریمؐ کی ذات سراپا رحمت سراپا رحم اور شروع سے آخر تک کرم۔ آپ کا فرمایا ہوا اٹل ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی مسلمانوں نے اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں پر ظلم نہیں کیا۔ جو اس بات پر ایمان رکھتا ہو (لکم دینکم ولی دین) (سورۃ الکافرون) کہ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے وہ کسطرح دین کے نام پر دہشت گردی کر سکتا ہے۔

عراق پر حملہ توانائی کے وسائل پر قبضہ کرنے کیلئے کیا گیا افغانستان میں اس لئے پیر جمانے کی کوشش کی جا رہی ہے کیونکہ سینٹرل ایشیا کے مسلمان ملکوں کی توانائی افغانستان کے راستہ دوسری قوتوں کا نہ مل جائے۔ ایران کو بے بس کرنے اور اس کے خلاف کاروائی کرنے کے منصوبوں کے پیچھے

سیاست ہے سیاسی بالادستی کی سیاست ہے اس مقصد میں مغرب کے انتہا پسند حکمراں ایک ہیں اور یہ راز اب ڈھکا چھپا نہیں رہا۔ وہ خود دنیا بھر کے مسلمانوں کو سوچنے اور متحد ہونے کا موقع فراہم کر رہے ہیں مغربی میڈیا کا اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا خود امریکا یورپ میں ناکام ہو جائے گا اس لئے کہ تاریخی حقائق اس کے خلاف ہیں (بشکریہ جنگ کراچی ۹ دسمبر ۲۰۰۶ء)

•

# ماضی وحال کے عیسائی حکمراں اور رشدی

**مولانا سید محمود میاں صاحب**

کئی سال ہوئے رسوائے زمانہ، شاتم رسول رشدی مرتد ہوا تب سے ہندوستان سے بھاگ کر انگلستان میں پناہ لئے ہوئے ہے۔ عالم اسلام کے مطلوب اس اشتہاری کے علاوہ اور بھی بہت سے اشتہاریوں کو برطانیہ، امریکہ اور دیگر بہت سے یورپی ممالک نے پناہ دے رکھی ہے۔ کفار کا یہ پرانا طریقہ رہا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام کے خلاف ورغلاتے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اسلام پر اعتراضات کرنے والوں اور خاص طور پر نبیوں کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی پیٹھ ٹھوکتے رہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ایک واقعہ ہے غزوہ تبوک میں تین صحابہ کرام نبی کریمؐ کی ہم رکابی نہ کر سکے۔ ان میں حضرت کعبؓ بن مالک بھی تھے جو ارادہ ہی ارادہ میں پیچھے رہ گئے اور غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ نبی علیہ السلام نے مدینہ منورہ واپس تشریف لا کر ان تینوں صحابہؓ کرام کے ساتھ تادیبی کاروائی فرماتے ہوئے صحابہ کرامؓ کو ان سے ترک تعلق حکم دیا یہاں تک کہ سلام وکلام بھی بند ہو گیا اور بیویوں تک کو ہدایت فرمائی ان سے علیحدہ رہیں۔ اس صورتحال سے جو پچاس دن جاری رہی یہ تینوں حضرات بہت پریشان تھے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ پریشانی مجھے اس بات سے تھی کہ اس دوران اگر میری وفات ہو گئی تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم میری نماز جنازہ نہ پڑھیں گے۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو بعد میں لوگوں کی نظر میں میرا وہ مقام نہ رہے گا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ اس پریشانی میں ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا تو شام کا نبطی عیسائی میرے پاس آیا اور مجھ کو کافر شاہ غسان کا ریشم کے ٹکڑے پر لکھا ہوا خط دیا اس میں لکھا تھا، اما بعد فانہ قد بلغنی ان صاحبک قد جفاک ولم یجعلک اللہ بدار ھوان ولا مضیعۃ فالحق بنا نواسیک۔ اما بعد! مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے صاحب

نے آپ کی ناقدری کر رکھی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حقیر اور بیکار نہیں بنایا (آپ باصلاحیت انسان ہیں) ہمارے پاس چلے آیئے ہم (انعامات، اعزازات، اور خطبات سے نواز کر) آپ کے دکھوں کا مداوا کریں گے۔ حضرت کعبؓ نے جب یہ خط پڑھا تو دل میں کہا یہ تو (مرتد ہونے کی ترغیب پر مشتمل) اور ایک (پرکشش دعوت کی صورت میں) آزمائش آ گئی۔ فرماتے ہیں فتیممت بھا التنور فسجرته بھا میں نے تنور میں اس (ریشمی دعوت نامہ) کو جلا دیا۔ (بخاری شریف ص/ ۶۳۵، ۶۷۵)

اس واقعہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ شاہ غسان کا دین ادھورا تھا۔ اس لئے اس نے عیسائیت کے طرف واضح طور پر دعوت دینے کے بجائے پرکشش مراعات والی زندگی گزارنے کے لالچ کے ضمن میں اپنے پاس آنے کی دعوت پر اکتفا کیا مگر حضرت کعبؓ بن مالک کی ایمانی غیرت نے اس پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور ثابت قدم رہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرما کر ان کے حق میں قرآن کی آیات نازل فرمائیں جو رہتی دنیا تک پڑھی پڑھائی جائیں گی۔

آج بھی عیسائیوں اور یہودیوں کا یہی طریقہ ہے کہ وہ دین اسلام سے مرتد ہو جانے والوں کو پرکشش مراعات کے ذریعہ ارتداد پر جمانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو مزید خوفزدہ کر کے ان کے اردگرد ایسا حصار کر دیتے ہیں کہ جس سے نکل کر واپس اسلام کی طرف آنا ناممکن ہوتا چلا جاتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ باقی مسلمانوں کو شک وشبہات میں ڈال کر اس منفی طریقہ سے اپنے مذموم مقاصد کو زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے۔

برطانیہ نے سلمان رشدی اور اس جیسے دیگر مرتدوں کو جگہ دیکر یا اعزاز واکرام سے نواز کر نئی بات نہیں کی بلکہ چودہ سو سال قبل اپنے پیش رو شاہ غسان کے طریقہ پر چلتے ہوئے اپنی ازلی اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا۔

## امریکہ میں جنسی ہوسناکی اور ملعون رشدی

اوریا جان مقبول جان

امریکا کی ریاست ٹیکساس کے دارالحکومت آسٹن میں ایک ادارہ ہے جس میں ایسی بچیوں کا نفسیاتی علاج ہوتا ہے جو والدین بھائیوں یا دیگر سگے رشتہ داروں کے ہاتھوں جنسی تشدد کا شکار ہوئیں۔ اس ادارے میں ایک ایسا سکوت اور دل کو پکڑنے والی اداسی تھی کہ میں چند لمحوں کے لئے

اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔

بالکل سامنے ایک چھ سالہ بچی ایک چھوٹے کیبن نما کمرہ میں رنگ برنگی ویڈیو گیم کھیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ 1996 تھا اور اس وقت اس ادارہ کو بنے ہوئے صرف پانچ سال ہوئے تھے۔ ایسی ایک ہزار کے قریب بچیاں اپنے ایسے کریہہ تجربہ سے پیدا ہونے والی ذہنی امراض کا علاج کرا چکی تھیں اس ادارے کو ایک رفاہی تنظیم نے شروع کیا جس کی سربراہ ایک خاتون ایلن تھی جو اپنے باپ کے ہاتھوں زیادتی کا شکار ہوئی۔ حیرت اس بات پر تھی کہ پورا شہر جو ٹیکساس کا دار الحکومت تھا، جہاں سے کم از کم 15 اخبارات نکلتے تھے۔ ہزاروں صحافی تھے کئی ٹیلیوژن چینلز تھے۔ پورا کا پورا شہر یونیورسٹی ٹاؤن کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہاں ٹیکساس یونیورسٹی نے بیشتر علاقہ گھیرا ہوا تھا، اتنے پڑھے لکھے ماحول میں بھی نہ اس خاتون کی کوئی تصویر کسی اخبار میں نظر آئی، نہ کوئی اسے جانتا تھا کہ وہ اس ملک، اس شہر یا اس علاقہ کی سربرآوردہ ہیروئین ہیں لیکن نہ اخبار میں تذکرہ نہ سفارت خانوں میں کوئی بھی تو نہیں جانتا تھا کہ ایک ایلن نامی خاتون بھی ہے۔ یہی نہیں پورے ایک منٹ میں دو عورتیں جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہیں لیکن یہ دونوں عورتیں جو ہر منٹ میں امریکا کی سڑکوں، پارکوں یا ویران جگہوں پر اس اذیت سے گزرتی ہیں اتنی بدقسمت ہیں کہ ان میں سے کوئی دنیا بھر کے میڈیا کی آنکھوں کا تارا نہ بن سکی۔

دنیا بھر میں ہزاروں ناول نگار ایسے ہیں جو فحش زبانی اور اخلاق سے گرے ہوئے اشاروں میں تحریر لکھنے میں مشہور ہیں کتنے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبروں، اپنی مقدس ہستیوں اور اپنے قابل احترام رشتوں کے بارے میں افسانوی قصے گھڑے، تحریر کئے ناول لکھے یہاں تک کے انہیں پردہ اسکرین پر بھی پیش کیا لیکن یہ لوگ گوشہ گمنامی میں زندگی گزار کے مر گئے۔

ان میں سے کوئی معمولی سے ایوارڈ کا بھی حق دار نہ بن سکا۔ ان کے اپنے ملکوں میں بھی اور عالمی سطح پر بھی کسی نے ان کو اس قابل نہ سمجھا کہ ان کی کامیابیوں، ان کی تحریروں اور ان کی موت تک کی خبر ہی نمایاں طور پر شائع ہو سکیں۔ وہ اپنی غلیظ تحریروں اور فحش کلمات کی وجہ سے دنیا میں موجود بھی ہیں اور رخصت بھی ہو گئے لیکن جب ایک شخص نے میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی ازواج مطہرات اور گھرانے کے بارے میں غلیظ استعاراتی گفتگو کی۔ حضرت ابراہیمؑ

جیسے پیغمبر کو گالیاں دیں تو وہ مغرب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا۔ کبھی اسے Bigger prize اور کبھی اس کی کتاب Bigger of the Bigger کا درجہ ملا کہ 25 سال میں اس سے زیادہ کوئی کتاب نہ بکی تھی مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی جب گزشتہ روز ملکہ برطانیہ نے اس ملعون رشدی کو سر کے خطاب سے نوازا اور وہ بھی اپنی سالگرہ کے دن۔ ملعون رشدی کا کارنامہ صرف یہ نہیں کہ اس نے کتاب لکھی جس سے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے دل رنجیدہ، ملال اور زخمی ہوئے بلکہ اس نے اس امت کو زخمی کرنے انہیں دکھ دینے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ وہ ان بارہ ادیبوں میں شامل تھا جنہوں نے 2 مارچ 2006 کو ایک بیان پر دستخط کئے اور کارٹون کی حمایت کی اور اس کو آزادی اظہار کی علامت قرار دیا، جس سے پوری امت مسلمہ کی دل آزاری ہوئی تھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ بارہ کے بارہ ادیب وہ ہیں جو آج کل مغرب کی آنکھ کا تارا بنے ہوئے ہیں ان میں ارشہ مانجی ہے، کینیڈا کی مسلمان جو عورتوں کی ہم جنسیت کو جائز خیال کرتی ہے، پورا امریکا اور کینیڈا لاکھوں ایسی عورتوں سے بھرا ہوا ہے لیکن میڈیا کی ہیروئین کے طور پر اسے ہی ابھرنا تھا۔ اسی طرح تسلیمہ نسرین ہے، ایران کی شہد شیش ہے، مہدی مظفری ہے، مریم نمازی ہے اور ہندوستان کا ابن ورق سارے کے سارے وہ جو صرف میری محترم شخصیات کا مذاق اڑا کر مغربی میڈیا کے دلوں میں گھر کر گئے ہیں

لیکن ان سب کے ساتھ ایک اور نام بھی ہے بیگم نوازش علی کا، دنیا میں عورتوں کے لباس پہن کر گھومنے والے مردوں کی کمی نہیں ان میں سے ایسے بھی لاکھوں ہیں جو آپریشن کروا کر جسمانی ساخت بھی ظاہری طور سے ایسی کروا لیتے ہیں انہیں Transsexual کہا جاتا ہے لیکن دنیا بھر کے ہزاروں ٹی وی چینلز میں کسی کو بھی یہ مقام اور مرتبہ نہیں ملا کہ وہ ایک اہم ترین ٹاک شو کریں اور پھر اس کے بند ہونے پر چاروں جانب ایسا ماتم برپا ہو جائے جیسے میڈیا پر صرف ایک یہی آزادی کا اور حقوق انسانی کا علمبردار پروگرام پیش کیا جا رہا ہے۔ شاید کسی نے وہ ذو معنی فقرے نہیں سنے یا ان پر غور نہیں کیا، ''اس لئے کہ ہم مردوں کے معاشرہ میں زندہ ہیں''۔ ان فقروں میں جیسے عورت کا تمسخر اڑایا گیا تھا۔ جس طرح اسے ایک ہیجان خیز اور شہوت سے لتھڑی ہوئی چیز بنا کر پیش کیا گیا وہ صرف بیگم نوازش علی ہی کا خاصہ تھا۔ ایک مرد ہی عورت کا لباس پہن کر اور عورت کا

روپ دھار کر ایسے غلیظ اور ذی معنی اور شہوت انگیز فقرے مردوں کے ساتھ بول سکتا ہے ورنہ شاید اس معاشرے کی طوائف کو بھی کیمرے کے سامنے لایا جائے تو اس کے منہ سے نسوانی شرم وحجاب سے ایسے فقرے نہ نکل سکیں (ہفت روزہ اخبار المدارس کراچی ۲۸ جون ۲۰۰۷ء)

# حزب اللہ: الجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے

محمد سہیل شفیق

لبنان کے معنی ہیں دودھ کے مانند سفید، اس خطہ کو یہ نام صرف اسلئے دیا گیا کیونکہ اس کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر سال کا بیشتر حصہ برف جمی رہتی تھی اور برف کی سفید دھاریاں دور سے بالکل دودھ کی نہروں سے مشابہ نظر آتی تھیں۔ اس لئے اس خطہ ارض کیلئے لبنان کا نام غیر موزوں نہ تھا۔ لیکن آج یہ پہاڑیاں اہل لبنان کے خون سے سرخ ہیں

پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ تک لبنان سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ ترکوں کے زوال تک یہ علاقہ پانچ ضلعوں پر مشتمل تھا یہ اضلاع انتظامی اور سیاسی اعتبار سے شام کا جزو تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں کامیابی کے بعد فرانس اور برطانیہ نے مشرق وسطیٰ کے عرب علاقوں کے حصے بخرے کئے اور ۱۹۲۰ء میں فرانس نے لبنان کو اپنا زیر انتداب علاقہ قرار دے دیا۔ ۱۹۴۲ء میں لبنان نے فرانس سے آزادی حاصل کی۔

۱۹۴۸ء میں عرب اسرائیل تنازع کے نتیجے میں سوا لاکھ فلسطینی لبنان میں داخل ہو گئے اور لبنان ہی میں رہنے لگے۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اس تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا اور ۱۹۷۵ء میں یہ تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ مارچ ۱۹۸۷ء میں اسرائیلی فوج نے لبنان پر حملہ کر دیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے قرارداد ۴۲۵ اور ۴۲۶ پاس کی، جس میں اسرائیل سے فی الفور لبنان سے اسرائیلی فوج کی دست برداری کا مطالبہ کیا گیا اور بین الاقوامی امن فوج کو لبنان میں تعینات کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جون ۱۹۶۸ء میں اسرائیلی افواج کا لبنان سے انخلا مکمل ہو گیا اور جنوبی لبنان کا کنٹرول اسرائیل کی حامی جنوبی لبنانی افواج کے حوالے کر دیا گیا۔

۱۹۸۲ء میں اسرائیلی افواج پی ایل او کو لبنان سے نکالنے کے بہانے دوبارہ لبنان پر حملہ آور ہوئی

۔ اسرائیلی افواج نے جنوبی لبنان کے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ اس حملہ اور قبضہ کے بعد اسرائیلی افواج نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر اس وقت کے اسرائیلی وزیر دفاع ایریل شیرون کی اجازت سے صابرہ اور شتیلا میں قائم مہاجر کیمپوں پر حملہ کرکے فلسطینی مہاجرین کا قتل عام کیا ۱۹۸۲ء میں اس وقت اسرائیلی منصوبوں کو زک پہنچی جب عیسائی رہنما اور منتخب شدہ صدر بشیر جمائل کو، جو در پردہ اسرائیل کے حمایتی تھے قتل کردیا گیا۔

۲۰۰۰ء میں جنوبی لبنان سے اسرائیلی فوج کو ذلت آمیز طریقہ سے پسپا ہونا پڑا جس پر وہ پچھلے ۱۸ برس سے قابض تھی۔ اسرائیلی فوج کو لبنان سے نکالنے کا سہرا حزب اللہ کے سر ہے جس کی قیادت ۴۳ سالہ حسن نصر اللہ کررہے تھے۔ ۱۹۹۲ء میں حزب کے پہلے سیکریٹری جنرل حسین موسوی کے ایک اسرائیلی حملہ میں جاں بحق ہونے کے بعد حسن نصر اللہ نے حزب اللہ کی قیادت سنبھالی تھی۔ وہ جنوری ۲۰۰۴ء میں جرمنی کی ثالثی میں تین اسرائیلی فوجیوں کی نعشوں کی واپسی اور ایک مغوی اسرائیلی تاجر کو رہا کرنے کے بدلے میں سینکڑوں عرب و فلسطینی قیدیوں کو رہا کرانے کا کارنامہ بھی سرانجام دے چکے ہیں

حزب اللہ مشرق وسطیٰ کی ایک بڑی سیاسی قوت ہے اسرائیل کے لبنان پر حملہ کے جواب میں ۱۹۸۲ء میں تشکیل دی جانے والی جماعت حزب اللہ کی کاروائیوں کے سبب اسرائیل ۲۰۰۰ء میں اپنے زیر قبضہ لبنانی علاقوں سے فوجیں واپس بلانے پر مجبور ہوا حزب اللہ ایک سیاسی ونگ ہے۔ ۱۲۸ نشستوں کے ایوان میں اس کی ۲۳ نشستیں ہیں، جب کہ لبنانی کابینہ میں بھی اس کے دو وزراء ہیں۔ حزب اللہ لبنان میں سماجی خدمات بھی انجام دیتی ہے۔ حزب اللہ کا ایک ٹی وی چینل المنار ہے۔ ریڈیو اسٹیشن کا نام النور ہے اور حزب کے زیر اہتمام ایک ماہنامہ الانتقاد کے نام سے نکلتا ہے۔ جنوبی لبنان کی سرحد حزب اللہ ہی کے زیر انتظام ہے۔ اپنے قیام کے فوراً بعد حزب اللہ نے خودکش حملے میں کئی امریکی فوجیوں کو بارود سے بھرے ٹرک کے ذریعے اڑا دیا۔

لبنان کی مثال گذشتہ عشروں میں خانہ جنگی کے حوالے سے سرفہرست تھی۔ لیکن اب وہ ایک آزاد اور پرامن ملک کے طور پر اپنا کردار ادا کررہا ہے۔ اہل دانش جانتے ہیں کہ لبنان کی آزادی اور اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں حزب اللہ کا مرکزی کردار ہے اور یہ کردار ادا کرنے میں حزب اللہ

نے بے تحاشا قربانیاں دی ہیں۔

طاقت کے اعتبار سے حزب اللہ اور اسرائیل کا آپس میں کوئی موازنہ نہیں ہے۔ اسرائیل ایک باقاعدہ ملک ہے جس کے پاس افواج اور جدید ترین ہتھیار موجود ہے، جب کہ حزب اللہ نے اپنا آغاز گوریلا کاروائیوں سے کیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی عسکری قوت میں اضافہ کیا۔

حزب اللہ محض جذبہ شہادت کے ساتھ اس جارحیت کا جواب دے رہی ہے

۱۳ جولائی ۲۰۰۶ء کو اسرائیل نے لبنان پر فضائی، زمینی اور سمندری حملہ کر دیا اور آناً فاناً مغربی بیروت، طائر اور جنوبی لبنان پر بمباری شروع کر دی۔ اس کے اہداف لبنان کے شہری، سڑکیں پل، کارخانے، اسکول، ہسپتال، بازار اور دمشق جانے والی شاہراہیں اور ان پر رواں پناہ گزینوں کے قافلے تھے۔ اس وحشیانہ حملے کے باعث امریکا سے برطانیہ کے راستہ اسرائیل کو سامان حرب کی رسد جاری تھی۔ اس جنگ کا تعلق فلسطین میں ایک اور لبنان میں دو اسرائیلی قیدیوں سے جوڑنا محض ایک دھوکا ہے۔ سرحدی چھیڑ چھاڑ، فائرنگ، ہوائی حملے، اس علاقے میں زندگی کا حصہ ہیں۔ اسرائیل کے قبضے میں فی الوقت ایک ہزار فلسطینی، ایک سو سے زائد لبنانی جن میں سے ۳۰ کا تعلق حزب اللہ کے کارکنوں سے ہے اور ۱۳۰ اردن کے باشندے ہیں۔ ماضی میں کئی بار قیدیوں کا تبادلہ ہوا اور یہ ایک معمول کی کاروائی ہے۔ اس کا کوئی تعلق حالیہ جنگ سے نہیں ہے۔ اس جارحیت کی تیاری اسرائیل دو سال سے کر رہا تھا اور باقاعدہ مشقوں کا اہتمام بھی کیا جا چکا تھا اور گذشتہ دو مہینوں میں صرف جنگی ساز وسامان کی ترسیل ہی نہیں، امریکا کے مکمل تعاون کے ساتھ جنگ کا پورا نقشہ تیار کر لیا گیا تھا اور پوری تیاری سے یہ حملہ فوجیوں کی گرفتاری کو بہانہ بنا کر کیا گیا۔

لیکن حزب اللہ کے عمل وایمان نے سارا منصوبہ خاک میں ملا دیا

حزب اللہ کی بے سروسامانی اور تعداد کی نمایاں ترین فرق کے ساتھ ۳۴ دن تک آگ اور خون کی بارش برسانے کے باوجود اسرائیل اپنے کسی ایک ہدف میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ اپنے دو فوجی چھڑانے آیا تھا، مگر ۲۰۰ فوجی مروا دیے اور وہ دو فوجی بدستور حزب اللہ کی قید میں ہیں۔ اپنے قیام سے لیکر اب تک کسی بھی جنگ میں شکست نہ کھانے والا اور اپنے آپ کو ناقابل تسخیر کہلوانے والا ملک اسرائیل حزب اللہ کے ہاتھوں بے بس ہو کر رہ گیا۔ اس کا دفاعی نظام، جس پر اس کو فخر تھا

حزب اللہ کے ہاتھوں تباہی کا شکار ہوگیا۔اور حزب اللہ کے میزائیل روزانہ ہی سینکڑوں کی تعداد میں اسرائیل کے اندر گرتے رہے اور اسرائیلی فوجیوں کو خوب نشانہ بناتے رہے۔ پہلی مرتبہ اسرائیل کے دو سو فوجی ہلاک،۵۰۰ زخمی، اسرائیل کے اندر ۵۰۰۰ راکٹوں کی بارش،۴ لاکھ اسرائیلیوں کا حفاظتی بنکرز میں ایک مہینہ گزارنا اور ایک ملین کو نقل مکانی کرنی پڑی حزب اللہ نے عرب عوام میں ایک نیا حوصلہ اور نیا ولولہ پیدا کر دیا ہے جو اگر چہ عرب حکومتوں کیلئے خوفناک ہوسکتا ہے لیکن عرب عوام میں اتحاد اور یکجہتی کا باعث بنے گا۔ عالم اسلام کو انقلاب کی ضرورت ہے اور یہ انقلاب 'حماس' و 'حزب اللہ' جیسی تحریکیں ہی لاسکتی ہیں

## سابق روسی جاسوس کو کس نے زہر دیا؟

### چیچن مسلمانوں کیخلاف سازشیں تیار کرنے پر روس سے منحرف ہوکر مسلمان ہونیوالے سابق روسی خفیہ ایجنٹ کے قتل کی گتھی اب تک نہیں سلجھ سکی

ماضی میں روس کے جی بی اپنے اہداف کوانوکھے انداز میں نشانہ بنانے کی ماہر تسلیم کی جاتی تھی۔لیکن چند ماہ قبل جب موجودہ روسی صدر پیوٹن کے پرجوش مخالف کولندن میں زہر دے کر ہلاک کیا گیا تو پوری دنیا کو اس کی جانشین ایف ایس بی (فیڈرل سیکورٹی بیورو) پر شبہ ہوا۔تاہم انٹیلی جنس کے اعلیٰ حکام کا ذاتی خیال یہ تھا کہ پیوٹن نے ایف ایس بی کے سابقہ آفیسر لیفٹیننٹ کرنل الیگزینڈر لٹوینکوف کے قتل کے احکامات جاری نہ کئے تھے۔یہ پہلا موقع نہیں کہ شک کرنے والوں کی انگلیاں کریملن کی طرف اٹھی ہوں۔1978ء میں بلغارین منحرف جارج مارکوف کو ارنڈ کے زہر میں بجھے تیر سے ہلاک کردیا گیا یہ تیر لندن میں ایک چھتری کے اسپرنگ کی قوت سے چھوڑا گیا۔اب ایف ایس بی نے بھی اپنے جانشین کے جی بی کے نقش قدم کو اپنایا ہے۔دو سال قبل وکٹر اشینکو جب یوکرائن کی صدارت کی طرف بڑھ رہا تھا تو اس کو بھی خفیہ طریقہ سے زہر دے کر ہلاک کردیا گیا تھا۔اسی طرح بعض کم اہم افراد کو بھی انتہائی مہلک زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ چیچنیا کے بیشتر مزاحمتی راہنما اپنے نام آنے والے خط کھولتے ہی موت کا شکار ہوگئے۔

43 سالہ لٹوینکوف کا معاملہ ان سب سے منفرد ہے جو 2000ء میں فرار ہو کر لندن آیا اور سارا عرصہ میڈیا کے ساتھ اس کے تعلقات خوب اچھے رہے۔ وہ روس میں اپنے خلاف الزامات لگنے کے بعد اپنی بیوی میرینا اور بچوں کے ساتھ براستہ ترکی فرار ہوا۔ اس نے روسی صدر بورس یلسن کے ارب پتی دوست بورس برزووسکی کے قتل کا منصوبہ بننے کے بعد بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ اس نے برزووسکی پر 1999ء میں ماسکو اور والگوڈونکس میں ہونے والے دو بم حملوں کے بعد اطلاع دی۔ ان بم دھماکوں میں 300 شہری ہلاک ہوئے۔ لٹوینکو نے بتایا کہ ان دھماکوں کا مقصد چیچنیا کے حمایتیوں کو اس کی حمایت سے روکنا تھا۔ اس منصوبے کی فائلیں اس نے بچشم خود روسی ایجنٹوں کے پاس دیکھی تھیں۔ بعد میں برزووسکی نے ''روس پر حملہ'' کے نام سے ایک دستاویزی فلم بھی تیار کی۔ اس فلم کی تیاری کے بعد کریملن غصے سے لال بھبھوکا ہو گیا۔

اس جرم میں لٹوی ننکو کو نو مہینے کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ 1999ء میں ایک مرتبہ اوڈینوکوف نامی شخص کے اغوا، اسے کار کی ڈگی میں بند کرنے اور اس کی پٹائی کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس پر شراب پی کر ڈرائیونگ کرنے کا بھی الزام تھا۔ اس سارے معاملے کی انتہائی بھونڈے انداز میں فلم تیار کر کے روسی ٹیلی ویژن پر بھی چلائی گئی۔ آئی اسپائی کے ایسوسی ایٹ ایڈیٹر لٹوی ننکو سے ملاقات کے لئے ایک درمیان کے آدمی سے وقت طے ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ ان دونوں کی ملاقات ٹرین میں کروائی جائے گی۔ روسی حکام کو اس ملاقات کا علم ہو گیا انہوں نے اس کی فلم بنائی۔ لیکن اس کے صرف پاؤں تصویر میں آسکے۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران لٹوی ننکو نے کہا کہ فلم میں نظر آنے والے پیر اس کے نہیں ہیں۔ اس قسم کے الزامات لگنے کے بعد لٹوی ننکو کے ایک دوست نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ملک چھوڑ کر چلا جائے۔

ایف ایس بی کا سابق عہدیدار برطانیہ میں پناہ گزین ہونے کے بعد ماسکو کی آنکھوں میں مسلسل کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔ خود لٹوی ننکو نے بھی لندن پہنچ کر پیوٹن حکومت کی بدعنوانی اور جرائم کے خلاف میڈیا میں خوب مہم چلائی۔ ماسکو اس کی تحریروں اور تقریروں پر ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس عرصہ کے دوران برطانوی سیکورٹی سروسز نے اسے اپنی حفاظت میں رکھا۔ اکتوبر 2006ء میں لندن کے ایک خفیہ مقام سے اس نے اپنی دوست صحافی اور روسی انوسٹی گیٹر رپورٹر کے قتل کی

وجوہات تلاش کرنے پر کام شروع کر دیا۔ اینی پولٹکووسکایا کو بھی پیوٹن اوراس کی سیاسی ٹیم کے جرائم کے بارے میں تنقید کرنے پر اس کے اپارٹمنٹ میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا تھا۔ 7 اکتوبر کو ہونے والے اینی کے قتل سے پیوٹن مخالف سیاستدانوں اور صحافیوں کو سخت دھچکا لگا۔ اینی کی موت کی وجوہات معلوم کرنے کی مہم میں لٹوی ننکو کی ملاقات اس کیس پر کام کرنے والے دیگر صحافیوں کے ساتھ بھی ہوئی اور یکم نومبر **2006**ء کو جب وہ اچانک بیمار ہوا تو اس کے ساتھیوں کے دل میں فوراً شک پیدا ہوا کہ یہ ایف ایس بی کی کارروائی ہے۔ یہ واقعہ بالکل اس دن پیش آیا جب چھ سال قبل برطانوی حکام نے اسے سیاسی پناہ دی تھی۔ بیمار ہونے پر اس کی بیوی نے برطانوی حکام سے طبی امداد کی درخواست کی۔ کئی دنوں تک **44** سالہ میرینا اس کی بیماری کو وائرس کا حملہ تصور کرتی رہی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ پھر ایک دن اس نے اچانک قے کرنا شروع کر دی۔ لیکن اس کی قے میں شامل مواد عمومی قے سے یکسر مختلف تھا۔

ڈاکٹر نے زہر خورانی کا کیس تشخیص کرنے کے بعد معاملے کو اسکاٹ لینڈیارڈ کے سپرد کر دیا گیا۔ لندن کے اسپتال میں اسپیشلسٹ ڈاکٹروں نے حتمی رپورٹ میں بتایا کہ لٹوی ننکو کو چوہے مارنے والا انتہائی سریع الاثر بے بو اور بے ذائقہ زہر تھیلیم کی مہلک مقدار دی گئی ہے۔ ماہر موسمیات **Toxicologist** پروفیسر جان ہنری نے کہا کہ لٹوی ننکو میں اس کے علاوہ بھی بعض اضافی علامات موجود تھیں۔ جس سے اس شک کو تقویت ملتی ہے کہ تھیلیم کے علاوہ کوئی اور زہر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ایک خیال یہ ہے کہ اسے تھیلیم کے ہمراہ خلیوں کو تلف کرنے والا زہر دیا گیا۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ تھیلیم کے ہمراہ کوئی تابکاری مادہ دیا گیا جبکہ تیسرا خیال یہ ہے کہ اسے تابکار تھیلیم دیا گیا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ اسے تابکار تھیلیم ہی دیا گیا۔ اگر اسے تابکار تھیلیم دیا گیا تھا تو اس موقع پر اس کی تشخیص ناممکن ہے کیونکہ زہر کے تشخیصی ایام تو گومگو اور وائرس کے شک میں گزر گئے۔

یونیورسٹی کالج لندن میں کیمسٹری کے لیکچرار ڈاکٹر اندریا سیلا نے بتایا کہ جو شخص بھی اس قسم کی موت کا خواہشمند ہے وہ ہمارے ساتھ آ کر ایک کھانا کھا لے جبکہ تابکاری مادہ ہم کسی اور انداز میں اس کے جسم میں داخل کر دیں گے۔ لٹوی ننکو کو شمالی لندن کے ایک اسپتال میں فرضی نام سے داخل

کروایا گیا تا کہ اس کی شناخت چھپائی جا سکے۔تاہم حفاظتی نقطہ نظر کے تحت ایک فوجی کو بطور محافظ ساتھ کر دیا گیا۔حالت مزید خراب ہونے پر اسے خفیہ طریقے سے یونیورسٹی کالج اسپتال منتقل کر دیا گیا۔ جہاں ڈکٹروں نے تھیلیم کے اثرات ختم کرنے کی سر توڑ کوشش کی۔

اسپتال میں بستر علالت پر لیٹے لٹوی ننکو نے دی سن ڈے ٹائمز کے ڈیوڈ لیپارڈ کو بتایا ان کا خیال ہے کہ وہ آج سے تین دن بعد ہارٹ فیل سے مرجائے گا۔''میں بہت تکلیف میں ہوں۔آج سے پہلی کبھی میری ایسی حالت نہیں ہوئی۔میری زندگی کی ڈور بس ٹوٹنے کو ہے''۔اس کے دیگر اعضاء بھی متاثر ہونا شروع ہوگئے۔سر کے بال گر گئے اور خون میں سفید خلیے بالکل ناپید ہو چکے تھے۔لیکن ابھی تک استعمال کئے جانے والے زہر کی حتمی تشخیص نہ ہو پائی تھی۔اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ذمہ داران نے زہر تفتیش شروع کی۔انہوں نے لٹوی ننکو کو زہر دیئے جانے سے قبل موصول ہونے والے متعدد ای میلز کو بھی کھنگالنا شروع کیا۔

اکتوبر کے مہینے میں لٹوی ننکو سے ایام تعلیم کے ایک اطالوی ساتھی ماریو اسکارامیلا نے رابطہ کیا۔یہ شخص سرد جنگ کے دوران کے جی بی پر کام کرنے والا اہم جاسوس تھا۔وہ کئی برسوں تک اٹلی میں روسی خفیہ سرگرمیوں کے بارے میں حکومت کی مدد کرتا رہا تھا۔اسکارامیلا نے لٹوی ننکو کو بتایا کہ اس کے پاس اینا پولیٹکوف سکایا کی موت کے بارے میں اہم معلومات ہیں اس کے علاوہ اسے ایک ای میل بھی موصول ہوئی ہے جس میں روسیوں کے آئندہ اہداف کے نام درج ہیں۔اطالوی کا اصرار تھا کہ وہ اسے بالمشافہ مل کر دستی طور پر تمام معلومات فراہم کرنا چاہتا ہے۔دونوں میں ملاقات کے لئے پکاڈلی سرکس کا انتخاب کیا گیا۔اسکارامیلا نے اسے ایک ای میل دکھائی جس میں پولیٹکوف اسکایا کی موت کے ذمہ دار ایف ایس بی سے متعلق افراد کے نام تھے۔اس ای میل میں دھمکی آمیز پیغام بھی درج تھا۔لٹوی ننکو نے ای میل دیکھنے کے بعد کہا تم نے یہ ای میل مجھے اشنیٹ سے کیوں نہ بھجوادی؟اس میں کون سی عجیب بات ہے۔اسکارامیلا 35 منٹ تک وہاں رہا اور اس کے بعد رخصت ہوگیا۔بیمار ہونے کے بعد لٹوی ننکو کا ذہن اسکارا کی طرف جاتا تھا لیکن اس کی کسی بھی حرکت سے اس کے شبہ کو تقویت نہ ملتی تھی۔جبکہ اس کے دوستوں کا شبہ بھی اسی طرف جاتا تھا کہ جاپانی ریسٹورنٹ میں ہی کھانے کے دوران اسے کوئی چیز کھلائی یا پلائی

گئی ہے۔ یاد رہے کہ تھیلیم کی ایک گرام مقدار انسان کو ہلاک کرنے کو کافی ہے۔

جاپانی ریسٹورنٹ اٹسو کے منیجر ٹائی ٹینی آسز نے بتایا کہ جاسوس ریسٹورنٹ میں آئے اور انہوں نے پوچھا کہ کیا ہمارے ریسٹورنٹ میں سی سی ٹی وی ہے۔ نفی میں جواب ملنے پر وہ اپنی آمد کی وجہ بتائے بغیر لوٹ گئے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریسٹورنٹ یا اس کے عملے پر لٹوی ننکو کو زہر دینے کا شبہ نہیں ہے۔ تفتیش کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ اسکارامیلا سے ملاقات سے قبل لٹوی ننکو نے دو روسیوں سے ملینیم ہوٹل لندن میں ملاقات کی تھی۔ ان دونوں میں سے کم از کم ایک شخص کے جی بی کا سابقہ جاسوس تھا۔ اسکاٹ لینڈ کے ترجمان نے کہا تھا کہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ شعبہ تفتیش جرائم کے خصوصی شعبہ کے اہلکار اس کیس کی تفتیش پر مامور ہیں۔ تاہم ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔ تشویش کی بات نہیں اس کی طبیعت خراب ضرور ہے لیکن خطرے کی حالت سے باہر ہے۔ لیکن پھر ایک دم ڈاکٹروں نے بم گرا دیا کہ لٹوی ننکو کی حالت اچانک بگڑ گئی ہے۔ اسپتال کے ترجمان نے بتایا کہ اس کے خلیوں سے پلونیم **260** کے اجزا برآمد ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی نزاعی بیان ریکارڈ کیا گیا جس میں اس نے ماسکو کے خلاف کھل کر الزامات لگائے اور کہا کہ روسی جاسوسی ادارے نے اسے ہلاک کرنے کا حربہ استعمال کیا ہے۔

ایم آئی **5** کے تجربہ کار اہلکاروں کو ماہر موسمیات نے سوشی ریسٹورنٹ ملینیم ہوٹل اور اس کے گھر کی اچھی طرح تلاشی لی۔ تینوں جگہوں سے انہیں ایٹم بم میں بطور ڈیٹونیٹر استعمال ہونے والے مادے پلونیم **210** کے ذرات ملے۔ پلونیم کسی زخم یا منہ کے راستہ جسم میں داخل ہوجائے تو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ پلونیم قاتلوں کے ہاتھوں لگا کیسے۔ یہ تابکاری مادہ ایٹمی طاقت رکھنے والے ممالک کے پاس موجود ہوتا ہے یا پھر بلیک مارکیٹ میں ملتا ہے۔ ایک کیمیا دان نے آئی اسپائی کو بتایا کہ پلونیم **210** کی صرف ایک گرام مقدار انسان کو ہلاک کرنے کو کافی ہوتی ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کا خیال ہے کہ لٹوی ننکو سے ملینیم ہوٹل میں ملاقات کرنے والے جو ملاقاتیں لوگووے اور لٹوی ننکو دونوں بروس کے ملکیتی ٹی وی اسٹیشن پر اکٹھے کام کرتے تھے۔ جبکہ اب دونوں لندن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ لٹوی ننکو کے دوست الیکس گولڈ فارب نے کہا کہ جو کوئی بھی اسے ملتا تھا مشکوک شخص تھا۔ پولیس ذرائع نے

بتایا کہ ہم اطالوی اور لوگووے دونوں کو تلاش کر رہے ہیں۔اس کے دوست نے بتایا کہ میں لوگووے کواس کا دوست ماننے کو تیار نہیں ہوں اگر چہ وہ ٹیلی ویژن پر ظاہر ہوکر کہہ چکا ہے کہ میں ہر تفتیش میں خوش دلی سے تعاون کرنے کو تیار ہوں۔

لٹوی ننکو 20 دن تک بیمار رہنے کے بعد مرگیا۔اس کے دوست احباب ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے کہ اسے قتل کرنے کا حکم کس نے دیا تھا۔جبکہ روسی حکومت بھی اعلان کر چکی ہے کہ ہمارا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں۔روسی میڈیا اس میں پیوٹن کے ملوث ہونے کی بھی تردید کر چکا ہے۔روس کے کثیر الاشاعتی اخبار کاسومول سکایا پراودا نے لکھا کہ واقعاتی شواہد کی کڑیاں ملانے سے وہ چہرے سامنے آتے ہیں جو روس کو عالمی سیاست میں دوبارہ مقام دلانے کی کوششوں میں ناکام کرنے میں مصروف ہیں۔جبکہ مغربی میڈیا نے کریملن کو موردالزام ٹھہرانے میں لمحہ بھر بھی توقف نہیں کیا تاہم برطانوی خفیہ ادارے ابھی تک برکشائی نہیں کر رہے۔ایم آئی 5 اور ایم آئی 6 کا کہنا ہے کہ پیوٹن کا دور حکومت دو سال بعد ختم ہونے والا ہے۔اس عرصے میں اس نے ماسکو میں بہت سے دشمن پیدا کر لئے ہیں۔کریملن کے ترجمان نے بتایا کہ ان لوگوں کے ہاتھ تو بہت لمبے ہیں اور رابطے بہت مضبوط ہیں۔یہ لوگ روسی ریاست اور قیادت کو کمزور کرنے کے درپے ہیں۔جب ترجمان سے سوال کیا گیا کہ اس قتل کا ذمہ دار کون ہے تو اس نے جواب دیا کہ اس قتل میں خفیہ ایجنسیوں اور فوج کے اعلیٰ حکام کے ملوث ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہے۔کیونکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پیوٹن روس کے لئے خطرناک ہے۔کیونکہ ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔کاکیشیا اور دیگر علاقے مرکز سے نجات حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔اگر پیوٹن عالمی برادری کی نظروں میں اپنا وقار برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے تو ملک کے اندر اس کی حکومت کو گرانے کی جدوجہد میں تیزی آسکتی ہے۔(بحوالہ آئی اسپائی)

## تھیلیم قاتلوں کے ہاتھ میں بہترین ہتھیار

تھیلیم انتہائی مہلک بھاری دھات ہے۔ماضی میں چوہوں اور حشرات الارض کو تلف کرنے کے کام آتی تھی۔آج کل اکثر ممالک میں اس کے استعمال کو حکومتوں نے محدود کر دیا ہے۔تھیلیم کے نمکیات بے رنگ، بے بو، بے ذائقہ اور پانی میں حل پذیر ہوتے ہیں۔جس میں داخل ہونے کے

بعد یہ اعصابی نظام اور اندرونی اعضاء پر حملہ کرتا ہے۔ بال گر جانے کے علاوہ قے اور اسہال کا عارضہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ سیرینالٹوی ننکو نے پولیس کو بتایا کہ میرا ابھی یہی خیال تھا کہ میرے الیگزینڈر کو اسہال لگ گئے ہیں یا فلو کی معمولی شکایت ہے۔ بعد میں ڈاکٹروں نے بھی یہی کہا کہ تھیلیم خورانی کی ابتدائی علامات بھی اسہال جیسی ہی ہوتی ہیں جس کی بناء پر مرض کی تشخیص میں دیر ہوتی گئی۔

تھیلیم ایسا موثر اور مہلک زہر ہے کہ تشخیص ہونے تک متاثرہ شخص موت کے کنارے جا لگتا ہے۔ سی آئی اے نے فیڈل کاسترو کو ہلاک کرنے کے لئے کیوبا کے مرد آہن کے بوٹوں میں ایک پورٹر کے ذریعے بوٹ صاف اور پالش کرنے کے بہانے موقع حاصل کر کے اسے رکھوانے کی سازش تیار کی لیکن اتفاق سے اس منصوبے پر عمل نہ ہوسکا۔ کہا جاتا ہے کہ نیلسن منڈیلا رابن آئی لینڈ کے جیل خانہ میں بند تھے تو جنوبی افریقہ کی حکومت نے انہیں ادویات کے ساتھ تھیلیم دینے کا منصوبہ بنایا۔ جنوبی افریقہ کو آزادی ملنے کے بعد نیلسن مخالفین کو جب پابند سلاسل کیا گیا تو انہوں نے اس منصوبے کی خبر بھی دی۔ **2004**ء میں **25** روسی فوجیوں کو خبر وسک کیمپنگ کے دوران پاؤڈر کا ایک ڈبہ ملا۔ بعض فوجیوں نے اسے تمباکو میں ملا کر کش لگایا اور بعض ٹالکم پاؤڈر کے طور پر پاؤں پر لگاتے رہے جب حکام کو اس واقعہ کی خبر ملی تو تمام فوجیوں کو اسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

رنگ وروغن میں شامل گہرے نیلے رنگ کے ذرات کی صورت میں تھیلیم شامل کیا جاتا ہے۔ ماضی میں نقشہ نویسی کے کاغذ پر بلیو پرنٹ پر بھی تھیلیم کی تہہ ہی لگائی جاتی تھی۔ تھیلیم برلن کے ایک پینٹر کے سرخ رنگ تیار کرنے کے دوران اتفاقیہ دریافت ہوئی۔ تھیلیم کو آئرن **III**، فیروسائنائیڈ، فیرک فیروسایانائیڈ، آئرن **III**، ہیکساسیانوفیریٹ **II** اور فیرک ہیکساسیانو فیریٹ جبکہ عام زبان اور روزمرہ میں اسے صرف پی بی کہا جاتا ہے۔ بین الاقوامی ادارہ برائے ایٹمی توانائی کے مطابق اگر ایک بالغ شخص روزانہ **10** گرام پرشین بلیو کھا لے تو اسے کوئی شدید گزند نہ پہنچے گی۔ میک اپ بنانے والی بعض کمپنیاں بھی تھیلیم یا پروشین بلیوں کو اپنی مصنوعات میں شامل کرتی ہیں۔

اشتیاق بیگ لکھتے ہیں: اسے آخرت کے سفر پر روانہ ہونا تھا اس کے پاس وقت بہت کم تھا چنانچہ

اس نے چند اوراق تحریر کیے جن میں ان واقعات اور لوگوں کی نشاندہی کی جو اس کی موت کے ذمہ دار تھے فارغ ہوکر وہ اپنے باپ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اسلام قبول کر کے ایک مسلم کی حیثیت سے مرنا چاہتا ہے اور اس نے اپنے والد سے یہ درخواست کی اس کے مرنے کے بعد اس کی تدفین اسلامی روایات کے مطابق کی جائے۔

یہ کسی فلم کی کہانی نہیں بلکہ ایک حقیقی واقعہ ہے جس کا کردار ۴۴ سالہ سابق روسی ایجنٹ الیگزینڈر لٹوینکو ہے جسے گزشتہ دنوں لندن میں پلوٹینم 210 زہر کے ذریعہ موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا قتل ہے جس میں انگلینڈ کی سرزمین پر کسی غیر ملک نے اپنے ایجنٹوں کو بھیج کر اپنے ایک مخالف کو نہایت انوکھے اور خطرناک طریقہ سے قتل کروایا۔ اس قتل کو یورپ میں تابکاری قتل (Radiation Murder) کا نام دیا گیا۔80 کی دہائی میں الیگزینڈر نے سیکرٹ ایجنٹ کی حیثیت سے کے جی بی میں شمولیت اختیار کی۔20 سالہ کیریئر میں اس کا شمار کے جی بی کے چوٹی کے جاسوسوں میں ہونے لگا۔ اس کی مردانہ وجاہت سے بھرپور شخصیت کو دیکھ کر اسے روس کا جیمز بانڈ بھی کہا جاتا تھا۔ نومبر 1988ء میں اس وقت جب پیوٹن روسی سیکرٹ سروس کا سربراہ تھا تو الیگزینڈر اور اس کے پانچ سینئر ساتھیوں کو بعض اہم شخصیات کی قتل کی ذمہ داری سونپی گئی جس کا انکشاف انہوں نے 1998ء میں ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ کیا اس کے بعد الیگزینڈر اور اس کے ساتھیوں کو برطرف کر کے انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ رہائی کے بعد وہ جعلی پاسپورٹ کے ذریعہ ترکی کے راستے برطانیہ فرار ہو گیا جہاں اس نے سیاسی پناہ کی درخواست کی روس کی خفیہ ایجنسی نے اس اہم اور چوٹی کے جاسوس کو برطانیہ نے فوراً سیاسی پناہ دے دی اور بعد میں اسے اپنی شہریت بھی دے دی تاکہ اس کے ذریعہ اہم معلومات لی جاسکیں کریملن کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا الیگزینڈر نے اپنے انگلینڈ میں قیام کے دوران ایک کتاب Blowing up Russia: Terror from within تحریر کی جس میں اس نے اہم راز افشا کئے جو پیوٹن اور اس کی حکومت کے لئے نہایت شرمندگی کا سبب بنے۔ اس نے اپنی کتاب میں جو انکشافات کئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ 1999 ماسکو کی عمارتوں میں جو دھماکے ہوئے جس میں 300 سے زائد افراد ہلاک ہوئے اور جس کی ذمہ داری چیچن مسلمانوں پر عائد کی گئی تھی وہ دراصل روسی خفیہ ایجنسی نے کروائے تھے اس کے علاوہ 2002

ماسکو تھیٹر میں جو لوگوں کو یرغمال بنانے کا واقعہ پیش آیا مبینہ طور پر اس میں چیچن مسلمانوں کو ملوث ظاہر کیا گیا جبکہ اس میں بھی روسی سیکرٹ سروس کے ایجنٹ شامل تھے جو روسی خفیہ ایجنسی کے لئے کام کر رہے تھے روس میں ہونے والے ان واقعات کا جنہیں چیچن مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا اور جن کا مقصد پورے روس میں مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا تھا اور چیچنیا کے خلاف فوج کشی کا جواز پیدا کرنا تھا جس کے نتیجے میں پیوٹن کو (Man Of the Action) اور ہیرو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جو چیچن مسلمانوں کو کچل سکتا ہے اور اس کے بعد پیوٹن کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا الیگزینڈر کی کتاب میں ان واقعات کے علاوہ بھی سینکڑوں انکشافات ہیں جن میں ایک ارب پتی بزنس مین کے قتل کا منصوبہ، بم دھماکوں کی تفتیش کرنے والے غیر جانبدار ممبران پارلیمنٹ کے پر اسرار قتل کی حقیقت اور کچھ دیگر اہم لوگوں کے قتل کے منصوبوں کے احوال شامل ہیں جو بقول الیگزینڈر روسی خفیہ ایجنسی کے کارنامے تھے۔ یہ تمام انکشافات کریملن اور پیوٹن کیلئے پوری دنیا میں بدنامی کا باعث بن رہے تھے لہٰذا الیگزینڈر کو منظر عام پر سے ہٹانے کیلئے ایک منفرد اور نہایت خطرناک منصوبہ تیار کیا گیا۔ دو روسی سیکرٹ ایجنٹوں کو یہ ذمہ داری سونپی گئی جو الیگزینڈر سے لندن کے ایک فائیو اسٹار ملینیم ہوٹل کے بار میں ملے اور نہایت چالاکی سے نمک کے ذروں کے برابر پلوٹینم 210 اس کے گلاس میں ڈال دی۔ جیمز بانڈ کی طرح نظر آنے والے الیگزینڈر کے بال کچھ ہی دنوں میں گر گئے اور اس کا گوشت گل گیا اور وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا تین ہفتوں میں ایک کربناک موت کا شکار ہوا۔ پلوٹینم 210 انتہائی تابکار مادہ ہے، جس کے ذریعہ کسی کو ختم کرنا امریکہ اور برطانیہ کیلئے ایک نیا واقعہ ہے۔ روسی پارلیمنٹ نے حال ہی میں بیرون ملک دشمنوں کے خلاف طاقت کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔

الیگزینڈر نے مرنے سے قبل اپنی آخری تحریر میں لکھا ہے کہ میں ہسپتال میں لیٹا موت کے فرشتوں کی آہٹ محسوس کر رہا ہوں اور دوران سروس کئی بار موت کے فرشتے کو چکمہ دے کر بھاگتا رہا ہوں لیکن آج میرے قدم میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا کہ میں ان کو بے نقاب کروں جو میری موت کے ذمہ دار ہیں۔ اس نے پیوٹن کو مخاطب کر کے کہا ''اگرچہ تم نے مجھے مروا کر خاموش کروا دیا ہے لیکن اپنے مخالفین کے اس الزام کو ثابت کر دیا ہے کہ تم بے رحم،

وحشی ہو تمہارے نزدیک انسانی زندگی اور مہذب قدروں کی کوئی اہمیت نہیں ہے تم نے اپنے آپ کو اس منصب (روسی قیادت) کے لئے نا اہل ثابت کر دیا ہے۔ مسٹر پیوٹن تم نے ایک شخص کو تو خاموش کر دیا لیکن دنیا بھر سے اٹھنے والی چیخ و پکار کو تم خاموش نہیں کرا سکتے۔

انگلینڈ کے قانون کے مطابق جب اس کی لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو واضح ہو گیا کہ الیگزینڈر کو پلوٹینیم 210 کے ذریعہ مارا گیا ہے اس کے کچھ ذرے انتہائی طاقتور جانور کو بھی بہت کم وقت میں مارنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ الیگزینڈر چونکہ برطانوی شہریت کا حامل تھا لہٰذا برطانیہ نے اسے اپنے ایک شہری کا قتل تصور کیا اسکاٹ لینڈ یارڈ نے پولیس کی ایک ٹیم تفتیش کے لئے روس روانہ کی ہے تا کہ ان دو افراد سے جو آخری بار الیگزینڈر سے ہوٹل میں ملے تھے تفتیش کر کے حقائق معلوم کئے جائیں قتل کے بعد لندن کے لوگوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی اور تقریباً دو 200 لوگ جو الیگزینڈر اور ان دو روسی ایجنٹوں سے ملاقات کے وقت بار میں موجود تھے ان میں سے چھ افراد کے ٹیسٹ میں تابکاری کے اثرات پائے گئے برٹش ایئر ویز کا وہ طیارہ جس میں ان دو ایجنٹوں نے سفر کیا تھا اس میں بھی تابکاری کے اثرات پائے گئے ہیں الیگزینڈر کی موت نے انسانی ضمیر کو بیدار کرنا شروع کر دیا ہے اور صرف برطانیہ ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں اس کے قتل کی شدید مذمت کی جا رہی ہے۔ الیگزینڈر کے انکشافات اور اس کی موت عالمی میڈیا کے لئے اہم موضوع ہے۔ سچائی کئی پردوں میں چھپا دی گئی تھی لیکن اب یہ پردے سامنے سے ہٹ رہے ہیں اور سچائی سامنے آنا شروع ہو رہی ہے خدا کرے کہ یہ سچائی دنیا بھر کے انسانوں کی آنکھ کھول دے اور مسلمانوں کے خلاف نفرت آمیز مہم کا خاتمہ ہو اور دنیا امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔

جمعہ کے مبارک دن الیگزینڈر کی تدفین عمل میں آئی جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے حصہ لیا اور اسی دن ریجنٹ مسجد میں اس کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کی گئی اور دعائے مغفرت کی گئی جس میں چیچنیا کے جلاوطن مسلم رہنما احمد زکایو نے بھی شرکت کی۔ اس کالم کو تحریر کرتے ہوئے میں سوچ رہا ہوں کہ اس غیر اسلامی ملک میں وہ کون سا جبر تھا اور وہ کون سی تلوار تھی جو اس غیر مسلم سے اسلام قبول کروا رہی تھی۔ الیگزینڈر دوران ملازمت جب تک خفیہ ایجنسی سے منسلک رہا اس نے سرکاری اہلکاروں کے ہاتھوں سینکڑوں مسلمانوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ شاید آخری وقت اسے اس کا ضمیر اسی تلافی پر مجبور کر رہا تھا۔

قارئین کرام چیچن واقعہ کو ذرا ذہن میں رکھتے ہوئے سوچئے کہ دنیا میں ایسے بہت سے واقعات ہو رہے ہیں اور وہ اس لئے کرائے جاتے ہیں کہ انہیں مسلمانوں کے کھاتے میں ڈال کر انہیں خوب بدنام کیا جائے اور ان کے خلاف ایکشن کا جواز پیش کیا جا سکے۔ آج بے شمار لوگوں کے ذہن میں یہ سوال جنم لے رہا ہے کہ 9/11 کا واقعہ بھی کہیں بش انتظامیہ کی سازش تو نہیں تھی جس کو جواز بنا کر افغانستان اور عراق پر قبضہ کیا جا سکے اور مسلمانوں کو دہشت گرد اور شدت پسند قرار دے کر ان کے خلاف دنیا بھر میں نفرت کی دیواریں کھڑی کی جاسکیں کیا 9/11 کا واقعہ بھی روسی خفیہ واقعہ کی طرح تو نہیں تھا، شاید ایک دن کوئی اور الیگزینڈر ان واقعات سے پردہ اٹھائے گا اور اس کے خفیہ گوشوں کو بے نقاب کرے گا اور جب سچائی سامنے آئیگی تو دنیا کے سامنے اصل دہشت گردوں کے چہرے سامنے آئیں گے۔ ہم مسلمانوں کو اس طرح کے واقعات اور پس پردہ عناصر اور مقاصد کو سمجھنا چاہئے یہ دراصل ہمیں مشتعل کرنے کیلئے ہیں ہمیں تدبر اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے ہمیں بین الاقوامی حالات و واقعات پر گہری نظر رکھنی ہوگی اور باہمی اتحاد ہم آہنگی اور یک جہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا ہمیں اپنی تمام تر توانائی مثبت اور تعمیری کاموں کے لئے صرف کرنا ہوگی۔ اگر ہم نے تدبر کا مظاہرہ کیا، اپنے آپ کو متحد رکھا اور اپنے عزائم بلند رکھے تو ان آزمائشوں کی بھٹیوں سے ہم کندن بن کر نکلیں گے اور یہ صدی اسلام کی صدی ہوگی۔ میں سوچتا ہوں کہ حکمراں اپنے اقتدار کی زندگی کو طول دینے کیلئے اپنے عوام کی زندگی لینے سے بھی نہیں چوکتے وہ بھول جاتے ہیں کہ ان بے گناہوں کا لہو بھی ایک دن رنگ لائے گا اور ان کے اعمال منظر عام پر آکر تاریخ کا حصہ بن جائیں گے پھر آنے والی نسلیں انہیں کیا مقام دیں گی کیونکہ دو طرح کے مسلماں تاریخ کا حصہ بنتے ہیں، ایک وہ جنہیں تاریخ اپنے کارناموں کی وجہ سے اچھے ناموں سے یاد رکھتی ہے اور دوسرے وہ حکمراں جن کے برے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دور کو تاریخ کا سیاہ باب تصور کیا جاتا ہے جیسے ہٹلر، صدام حسین، چنگیز خان، سرب لیڈر میلا وچ، اور اسی طرح دور جدید میں امریکی صدر بش کو بھی تاریخ برے نام سے یاد رکھے گی کیوں کہ ان کے ہاتھ لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے لہو سے رنگے ہیں اور یہ لہو ایک دن رنگ ضرور لائے گا۔ (بشکریہ جنگ کراچی 13 دسمبر 2006)

# مربوط تعلیمی پالیسی کا نفاذ کب ہوگا؟

## تعلیم ونظام تعلیم ایڈھاک ازم کا شکار ہوگئی ہے

پروفیسر ہارون رشید (سابق ڈائریکٹر کالجز کراچی)

وفاقی سطح پر ملک میں کوئی مربوط تعلیمی پالیسی نہیں ہے۔ سابقہ پالیسی، جس کا اعلان 1997 میں کیا گیا تھا اور جسے 2010 تک کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے، صوبائی اور مرکزی سطح پر آئے دن کسی نہ کسی بڑے اقدام، تبدیلی یا چونکا دینے والے فیصلے کا اعلان کیا جاتا ہے، یہ اقدام تعلیم کی مد میں کئے جاتے ہیں، مگر ہیئت اور تکنیکی اعتبار سے ایک دوسرے سے اس قدر متصادم اور متضاد ہوتے ہیں کہ ان کے مرتبین اور پالیسی ساز افراد کی عملی فراست یا کج فہمی پر حیرت ہوتی ہے۔

ان اقدامات کا واضح مقصد بے یقینی اور بے اعتباری میں کئے جانے والے فیصلوں سے ہے، جو محض آزمائشی ہوتے ہیں، تعلیمی حکام اور نوکر شاہی دراصل ایسے اقدامات سے یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ وہ کسی دیرپا یا مستقل نظام تعلیم پر یقین نہیں رکھتی۔

نویں جماعت کے امتحانات کا معاملہ دیکھا جائے، (جس کے بارے میں تازہ ترین فیصلہ کیا گیا ہے کہ اے لیول اور او لیول اور مقامی طرز کے امتحانات کے درمیان فرق کم کرکے میٹرک سسٹم کو قابل اعتماد بنانے کیلئے بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا جائے گا جس میں دونوں طرز کے امتحانات کے ماہرین حصہ لیں گے)

اس فیصلے کی ضرورت حکومت میں موجود چند علمی ماہرین کو اس وقت پیش آئی کہ وہ حکومت کو اپنی پالیسی سے وقت، اور افراد کی قوت میں بچت کا کارنامہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ نویں اور دسویں جماعت کے امتحانات کو یکجا کر دینے سے اخراجات میں کمی آجائے گی، امتحانی بورڈ میں ملازمین کے اوور ٹائم کا مسئلہ ختم ہوجائے گا۔ نویں اور دسویں کے مضامین کے اسباق کو جمع کرکے ایک کتاب بازار میں آجائے گی، دوبارہ امتحانی مراکز قائم کرنے کے اخراجات میں بچت

ہوجائے گی، مگر دوسری طرف اس سے طلبہ کی ذہنی استعداد کو نقصان پہنچے گا، نصاب بے وقعت ہوجائے گا۔ علمیت اور تدریس پسندی دونوں سہل پسندی کا شکار ہوجائیں گے۔

پرائمری تعلیم کو عام کرنے کی پالیسی تعلیمی نوکر شاہی نے حکومت کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں نئے اسکولز اور فرنیچر خریدنے، انگریزی کو پہلی کلاس سے لازمی قرار دینے کی پالیسی رکھی اور حکومت نے اسے منظور کرکے نافذ العمل بھی کردیا۔

یہ پالیسی رواں مرکزی تعلیمی پالیسی کا حصہ نہیں تھی، البتہ اس پالیسی کا ایک نیا ضمیمہ تھا، نئے اسکولز بنانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ پہلے سے موجود اسکولوں کے انفرااسٹرکچر کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے، اسکول کو پانی، چھت، بیت الخلاء، چار دیواری فراہم کرنے کی ضرورت ہے، ٹوٹے پھوٹے فرنیچر کو قابل استعمال بنانے کی ضرورت ہے۔ انگریزی کو ایک ہی جست میں لازمی قرار دینے سے قبل انگریزی اختیاری کے مضمون اہل اساتذہ کو ریفریشر کورسز کرانے کی ضرورت ہے، ایک آسان ابتدائی انگریزی کتاب شائع کرنے کی ضرورت ہے، جس کے ذریعے انگریزی زبان جدید طریقوں سے پڑھائی جاسکے۔

ایڈہاک ازم کی ایک خراب مثال تعلیمی پالیسی سازوں کی یہ سوچ بھی ہے کہ اب اساتذہ مستقل ملازمت کی بنیاد پر نہیں لئے جائیں گے، بلکہ انہیں کنٹریکٹ کی بنیاد پر سال دوسال کیلئے ملازمت فراہم کی جائے گی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح نئی سرکاری آسامیوں پر بجٹ کا بوجھ ختم ہوجائے گا۔ پنشن، گریجویٹی سالانہ ترقی کے ایگریمنٹ سے نجات مل جائے گی، اس سوچ کا واضح مقصد ہے کہ محکمہ تعلیم ایک ٹھیکے دار کی حیثیت اختیار کرے گا اور اساتذہ جز وقتی، یا ایک معروف اصطلاح میں روزانہ دہاڑی کے کاریگر ہوں گے۔ تکلف برطرف اس طرح مٹی گارے اینٹ اور سریئے سے ایک شاندار عمارت قائم کی جاسکتی ہے، مگر علم وآگہی سے مزین ایک نسل قائم نہیں کی جاسکتی۔ نصاب میں تبدیلی کا خوش کن نعرہ لگایا گیا، ظاہر ہے کہ نئے نصاب، نئے موضوعات نئی کتب اپنانے سے کس کو اختلاف ہوسکتا ہے، کیوں کہ اس فیصلے کو نہ ماننے والے دقیانوسی، فرسودہ، گھسے پٹے ذہن کہلائے جائیں گے۔ واضح رہے کہ ہر تبدیلی کا ایک مقصد ایک مستقل فائدہ اور ترقی کا حصول ہے، زندگی کے تمام طبقوں اور افراد میں قومی یکجہتی اور صوبائی ہم

آہنگی ہے، اس اقدام میں نہ صرف ایڈ ہاک سوچ، بلکہ کوتاہ بینی کا عنصر بالکل واضح ہے، جس تبدیلی کا کوئی منطقی جواز اور جس پر عمل درآمد ممکن نہ ہو، وہ تبدیلی بحث مباحثہ، اختلاف رائے اور بے اعتباری کی نظر ہو جاتی ہے، دینیات کے مضمون میں بغیر مشاورت تبدیلی کر دی گئی، پاکستان اسٹیڈیز سوشل اسٹیڈیز بنا دیا گیا، گیارہویں جماعت سے اردو واپس لے لی گئی، اس کے لئے 1972ء کی سندھ اسمبلی لینگوئج ایکٹ کی پاسداری کا بہانہ بنایا گیا، پر لطف بات یہ ہے کہ پورے ملک میں ہر سطح پر قوانین کی اور خاص طور پر تعزیری قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں، سپریم کورٹ کے سوموٹو فیصلے کے قطعی برعکس ہر گلی کوچے شادی ہال میں پر تکلف ڈنر ہو رہے ہیں، مگر موجودہ مسئلے میں زبان کے مسئلے کی حساسیت کا خیال کئے بغیر اردو لازمی کو سال اول سے خارج کر دیا گیا اور تاثر دیا جا رہا ہے کہ ہم بہت قانون پسند ہیں، بہت انصاف پسند ہیں، اگر یہی دعویٰ ہے تو پچاس سال گزر گئے، اردو کو سرکاری زبان کیوں نہیں بننے دیا جا رہا ہے، صرف صوبہ سندھ میں ہزاروں پرائیوٹ اسکولز اعلیٰ معیاری تعلیم فراہم کرنے کے دعویٰ دار ہیں، محکمہ تعلیم ایڈ ہاک پالیسی کا شاخسانہ دیکھیے بجائے انہیں کسی ریگولیٹری سسٹم کا پابند کرنے کے دو چار افراد کی معائنہ ٹیم کی رپورٹ کا پابند کر دیا گیا ہے، ایسی کمیٹیوں کی کوئی فیصلہ کن قانون واختیاراتی حیثیت نہیں ہے، گریڈ 19 اور 20 کے اساتذہ محض ان بڑے اسکولوں کی یاترا سے مرعوب ہو جاتے ہیں، نتیجہ واضح ہے کہ آئے دن یہ اسکولز حکومتی احکامات کے برعکس فیسوں میں اضافہ کر رہے ہیں، نصاب کی مد میں اسکولز فنکشن کے نام پر سینکڑوں روپے فیس کے علاوہ دوران سیشن وصول کئے جا رہے ہیں، مونٹیسوری میں تین سالہ بچے کی فیس دس سے 25 ہزار روپے ہے، اگر پرائیوٹ اداروں کی کوئی مربوط مستقل پالیسی ہوتی، تو لوٹ گھسوٹ کا بازار اس قدر گرم نہ ہوتا۔

صوبہ سندھ کے سینکڑوں کالجوں کا انتظام وانصرام بغیر کسی باقاعدہ پرنسپل کے چل رہا ہے، ایسے کالجوں میں ایک سینئر استاذ کو محض ٹیلی فون، یا ہدایت نامے کے ذریعے پرنسپل آفس کا چارج دے دیا گیا ہے، صرف کراچی میں چالیس کالج ایسے ہوں گے، جہاں عارضی حکم ناموں کے ذریعے انتظامی چارج دیا گیا ہے مستقل پرنسپل شپ کی سمری ایک کلومیٹر کے فاصلے پر قائم سندھ سیکرٹریٹ اور چیف سیکرٹریٹ میں ایک سال سے زائد عرصے میں بھی نہیں پہنچتی، اس کا سبب غیر ذمہ دارانہ

سوچ اور درمیان میں رشوت کی راہداری ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسے تمام کالج زبوں حالی کا شکار ہیں، کالجوں کے یہ ایڈہاک پرنسپل کئی عرصے سے غیر مستقل اسامیوں پر کام کررہے ہیں، کالج کے انتظامی اور مالی معالات میں ان کی بے رغبتی ظاہر ہے، وہ کالج فنڈز کے اکاؤنٹ کے آڈٹ کا رسک نہیں لیتے، لاکھوں روپے کا اسٹوڈنٹ فنڈ، سوشل ویلفیئر فنڈ بینکوں کے کام آرہا ہے، کوئی تعمیری کام نہیں ہو پاتا، حکومت ان پرنسپلز کو محض عہدہ دے کر مفت کام چلا رہی ہے، شائد اس لئے کہ پرنسپل کا عہدہ، الاؤنس، جو چھے سو روپے کی ماہانہ بچت ہو سکے، اس نوعیت کے کئی ایڈہاک عارضی پرنسپلز ریٹائرڈ ہو گئے اور اب ان کی جگہ دوسرے بھی عارضی عہدوں پر کام کررہے ہیں، اب کوئی پوچھے کہ اس طرح کیسے کام چلے گا، تو جواباً عرض ہے کہ کام ایسے ہی چلے گا جیسے چل رہا ہے۔

(جنگ کراچی ۲۵ مارچ ۲۰۰۶ء)

# 7 نکاتی تعلیمی پروگرام کا اعلان

وزیر اعظم پاکستان

اسلام آباد (اے پی پی) وزیر اعظم شوکت عزیز نے مضبوط اصولوں اور مقاصد پر مبنی 7 نکاتی تعلیمی پروگرام کا اعلان کردیا۔ 7 نکاتی تعلیمی نظام کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے جمعہ کو لیاقت جمنازیم میں کامسیٹس انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اسلام آباد کے نویں کانووکیشن سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے اور تیز رفتار اقتصادی ترقی کے لئے ہمیں نصاب میں مثبت تبدیلیاں کرنی ہونگی اور موجودہ حکومت نئی نسل کو جدید تعلیم سے ہم آہنگ کرانے کے لئے تمام ضروری اقدامات کررہی ہے۔ انہوں نے طلباء کو انگریزی زبان پر خصوصی توجہ دینے کی ہدایت کی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں تعلیم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے اور ان پڑھ قومیں کبھی ترقی نہیں کرسکتیں۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم تک رسائی بنیادی انسانی حق ہے اور تعلیم سے ہر فرد کیلئے جہاں مواقع بڑھتے ہیں وہاں اس کی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہمیں فوری طور پر جدید اور انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کو تعلیمی نظام کا لازمی جزو بنانا ہوگا۔ چھٹا ہمیں تعلیم سے صنفی تفریق کو ختم کرنا ہوگا اور بچیوں تک تعلیم کی رسائی کو عام بنانا ہوگا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ آخری عنصر جو سب سے اہم ہے کہ ہمارے اساتذہ کو طالب علموں کو معیاری تعلیم فراہم کرنا ہوگی اور ان میں اعلیٰ اقدار کو فروغ دینا ہوگا، خاص کر سماجی انصاف، رواداری، برداشت، انسانی حقوق کا احترام، اور بین المذاہب ہم آہنگی جیسی انسانی اقدار طالب علموں میں پیدا کرنے پر توجہ دینی ہوگی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ

غربت کے خاتمہ کو ہماری حکمت عملی میں اولیت حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم کے فروغ کیلئے تعلیم سب کیلئے اور تعلیم کے شعبہ کی اصلاحات سے کافی بہتری آئی ہے انہوں نے کہا کہ ہماری اولین ترجیح تعلیم تک رسائی اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنانا ہے۔ اس کے علاوہ شہری اور دیہی علاقوں میں تعلیم کے معیار میں فرق کو دور کرنا بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ جنوری ۲۰۰۷ء)

## علامہ عثمانیؒ وسلیمان ندویؒ کے مزارات کی بے حرمتی
## چیف ایڈیٹر کا پاکستان کے ارباب حل و عقد کے نام کھلا خط
## علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ
## کے مزارات کی بے حرمتی کرنے والوں کو سزا دی جائے
## اور مزارات کو از سرنو تعمیر کیاجائے

جناب جنرل پرویز مشرف صاحب صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب والا ۲۰۰۶ء کو مسلم لیگ کی صدی کے طور پر منایا گیا ہے مسلم لیگ ایک نظریاتی جماعت تھی جس کی سیاست کی بنیاد دوقومی نظریہ تھا۔ نہ قائداعظم سیکولر تھے نہ انہوں نے کبھی اعلان کیا کہ یہ ملک سیکولر ہوگا۔ نہ مسلم لیگ کے مخالفین کا یہ الزام کبھی قبولیت حاصل کرسکا کہ مسلم لیگ سیکولر جماعت ہے۔ اس لئے کہ مسلم لیگ کے لئے مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے عظیم عالم دین دعاء گو تھے اس کے ہراول دستہ میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ اور مفتی محمد شفیع جیسے علماء شامل رہے۔ آج مسلم لیگ مذہب اور مذہبی علماء کو نظرانداز کر کے اپنا امتیازی وصف کھو رہی ہے، پچھلے دنوں مسلم لیگ سے وابستہ علماء کا جامعہ اشرفیہ لاہور میں حکومت کے خلاف جلسہ عام اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ جس پر آپ جیسے صاحب منصب کو غور کرنا چاہئے، اور اس کے اسباب وعوامل کا جائزہ لے کر صورت حال کے ازالہ کی کوشش کرنی چاہئے۔

۲۰۰۶ء کا ایک اہم سانحہ یہ ہے کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی مزارات کو جو کہ اعلیٰ ماربل کی تیار شدہ تھیں کسی بدبخت نے توڑ کر برباد کردیا۔ ۲۵ دسمبر کو مسلم لیگ کے زعماء قائد اعظم کے مزار پر حاضر ہوئے لیکن اسی ٹاؤن میں واقع ان عظیم ہستیوں کی مزارات واقع اسلامیہ گورنمنٹ کالج میں حاضری سے محروم رہے۔

مزارات کی از سرنو تعمیر کے لئے میں نے صدر مملکت، وزیراعظم، چودھری شجاعت وزیراعلیٰ سندھ، گورنر سندھ، سٹی ناظم اور ٹاؤن ناظم سے تحریری درخواستیں کی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ لکھ رہا ہوں

کے دس ماہ گزرنے کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے

۲۰۰۶ء کو مسلم لیگ کے سال کے طور پر منایا گیا جس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے اعلیٰ تقریبات منعقد کی گئیں ملک بھر سے لوگوں کو مدعو کیا گیا لیکن نہ تو اس میں علماء کو مدعو کیا گیا اور نہ علماء کی خدمات کا تذکرہ کیا گیا نہ قیام پاکستان کی خدمات بجالانے والے بالخصوص مسلم لیگی علماء اور ان کی اولادوں کو یاد کیا گیا.

سرکاری طور پر تیار شدہ شیڈول کو دیکھتے ہوئے ہماری تنظیم

**انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ (رجسٹرڈ)**

نے مارچ ۲۰۰۶ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ پر ایک روزہ سیمینار بمقام اسلامیہ سائنس کالج منعقد کیا جس میں اردو، عربی، انگریزی، سندھی میں علامہ پر مقالات پیش کیے گئے مجلّہ علوم اسلامیہ انٹرنیشنل میں یہ تحقیقی مقالات شائع کردیئے گئے ہیں اس موقع پر علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کی یاد میں قائم کردہ مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ سے شائع کردہ کتب ومجلّات بھی مہمانوں کو پیش کی گئیں.

باوجودیکہ مذکورہ شخصیات میں سے متعدد کو سیمینار میں شرکت اور سرپرستی کی دعوت دی گئی لیکن سرکاری سطح پر سرپرستی کا کوئی مثبت رویہ سامنے نہیں آیا جس پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے.

**درخواست: آپ سے درخواست ہے اپنی حیثیت و منصب کو استعمال کرتے ہوئے اس پر توجہ فرمائیں اور جلد سے جلد ان مزارات کی ازسرنوتعمیر فرماکر ان محسنین پاکستان کے ساتھ حق شناسی کا حق ادا کیجئے۔ الله آپ کا اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔**

**کاپی برائے ضروری کارروائی**

| | |
|---|---|
| جناب شوکت عزیز صاحب | وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان |
| جناب چودھری شجاعت صاحب | صدر پاکستان مسلم لیگ |
| جناب ڈاکٹر ارباب غلام رحیم صاحب | وزیراعلیٰ سندھ |
| جناب ڈاکٹر عشرت العباد صاحب | گورنر سندھ |
| جناب مصطفیٰ کمال صاحب | سٹی ناظم کراچی |
| جناب ٹاؤن ناظم | جمشید ٹاؤن |
| جناب اعجاز الحق صاحب | وفاقی وزیر مذہبی امور واقلیتی امور |
| جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین | وفاقی وزیر مذہبی امور واقلیتی امور اسلام آباد |
| جناب صوبائی وزیر صاحب | مذہبی امور صوبہ سندھ |

# جناب اعجاز الحق وفاقی وزیر مذہبی امور کا وزیر اعلیٰ سندھ کے نام خط

No. 1(1)Gen/MRA/2006

MINISTER

**MINISTRY OF RELIGIOUS AFFAIRS,**
**ZAKAT & USHR**
**GOVERNMENT OF PAKISTAN**

*Islamabad, the* February 9, 2007

My dear Chief Minister Sahib,

السلام علیکم و رحمته اللہ و برکاته

Professor Dr. Salahuddin Sani, Principal Quaid-e-Millat Government Degree College Liaquat Abad, Qasim Abad, Karachi has invited attention of the government towards the dilapidated condition of the tombs of Maulana Shabir Ahmad Usmani and Allama Syed Suleman Nadvi (RA), in the lawn of Islamia Government College, Karachi. A copy of the letter having religio-political background of Maulana Shabir Ahmad Usmani and Allama Syed Suleman Nadvi is attached for your kind perusal.

In recognition of the religious and political services rendered by the subject Ulema, I feel pleasure in requesting you to kindly have the Tombs repaired/renovated as soon as possible.

With my best wishes and regards,

Yours sincerely,

(Muhammad Ijaz ul Haq)

Dr. Arbab Ghulam Rahim,
Chief Minister,
Government of Sindh,
Karachi.

Copy to Professor Dr. Salahuddin Sani, Principal Quaid-e-Millat Government Degree College Liaquat Abad, Wasim Abad, Karachi with reference to his letter referred to above.

(Muhammad Ijaz ul Haq)

Phone : 9214856, Fax : 9205833, Email : mrz@isb.paknet.com.pk

# رپورٹ سیمینار بعنوان ”سندھ میں امتحانی نظام کے عصری تقاضے زیر اہتمام STF“

سندھ میں یہ مسئلہ کافی عرصہ سے زیر بحث چلا آرہا ہے کہ نویں دسویں کے ایک ساتھ امتحانات ہونے چاہئیں یا الگ الگ اسی طرح گیارہویں بارہویں کلاس کے حوالہ سے بھی مسئلہ زیر بحث ہے۔ کراچی کے جملہ شعبہائے حیات سے وابستہ افراد ایک ساتھ امتحانات کی مخالفت کرتے رہے ہیں سندھ ٹیچر فورم نے اسی حوالہ سے مذکورہ عنوان پر یہ سیمینار جامعہ کراچی میں منعقد کیا اور اہل علم اساتذہ کرام کو خطاب کی دعوت دی شرکاء سے اس موقع پر تحریری تاثرات لئے گئے جس میں اکثریت نے نویں دسویں کے ایک ساتھ امتحان کے انعقاد کی مخالفت کی ہے (پرفارما کا متن درج ذیل ہے)

## سندھ ٹیچرز فورم

## Sindh Teachers Forum

مذاکرہ بعنوان: **سندھ میں امتحانی نظام کے عصری تقاضے**

بمقام: جامعہ کراچی زیر اہتمام STF

تاثرات وتجاویز

۱۔ مذاکرہ کے انعقاد پر اپنے تاثرات تحریر فرمایئے؟

۲۔ مزید کوئی تجویز اگر دینا چاہیں تو تحریر فرمائیں؟

۳۔ کیا نویں دسویں کا امتحان ایک ساتھ ہونا چاہئے؟ اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں

۴۔ کیا گیارہویں بارہویں کا امتحان ایک ساتھ ہونا چاہئے؟ اپنی رائے سے آگاہ فرمایئے

۵۔ آپ کے خیال میں اور کن موضوعات پر مذاکرہ، سیمینار، ورکشاپ اور کانفرنس کا انعقاد ہونا چاہئے؟

۶۔ نام:........................ ۷۔ عہدہ:........................

۸۔ شعبہ/ادارہ........................ ۹۔ پتہ:........................

۱۰۔ فون/موبائل/ای میل........................

اس موقع پر چیف ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج صدر انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ نے اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا جو قارئین کے استفادہ کے لئے من وعن پیش کیا جارہا ہے

## خطاب : پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد: فاعوذ باالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون(۱)

صدق الله العظیم

علم از سامان حفظ زندگی است

علم از اسباب تقویم خودی است

علم وفن از پیش خیزان حیات

علم وفن از خانہ زادان حیات

معزز صدر جلسہ ومہمان خصوصی، جملہ اساتذہ کرام وحاضرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے اس منعقدہ مذاکرہ کا موضوع ہے

## سندھ میں امتحانی نظام کے عصری تقاضے

اس اہم ترین موضوع پر مذاکرہ وقت کی اہم ضرورت ہے

میں اس مذاکرہ کے انعقاد پر اپنی تنظیم

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ

کی جانب سے چیئرمین STF ودیگر عہدیداران کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ بات انتہائی خوش آئندہ ہے کہ STF نے آج کے اس مذاکرہ میں جملہ شعبہ ہائے حیات سے شخصیات کا انتخاب کرکے مذکورہ موضوع پر اہل علم کی رائے جاننے اور حکام بالا تک اس فکر کو فروغ دینے و پہنچانے کی

کامیاب کوشش کی ہے۔

اہل علم کو یہی طریقہ زیب دیتا ہے۔ ہڑتال، احتجاج وتصادم کی پالیسی اساتذہ کے لئے مناسب نہیں ہے۔

ایسی سیاست جس سے فرائض منصبی ومعلمی متاثر ہوتے ہوں اساتذہ کے شایان شان نہیں ہے

آج ہم سب امتحانی نظام پر غور وفکر کرنے کیلئے جمع ہوئے ہوئے ہیں

پہلے ہمیں سمجھنا ہے امتحان کیا ہے؟ امتحان کا فلسفہ کیا ہے؟ امتحان کیوں لیا جاتا ہے؟ امتحان کی افادیت کیا ہے؟ امتحان کے کون کون سے طریقے رائج ہیں؟

حکومت جو طریقہ امتحان نافذ کرنا چاہتی ہے یعنی نویں دسویں کا امتحان ایک ساتھ لینا۔ گیارہویں بارہویں کا امتحان ساتھ لینا کیا یہ افادیت کا حامل ہے یا نقصان دہ ہے؟

**فلسفہ امتحان**: اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امتحان کا آغاز تخلیق آدم پر فرشتوں کے اعتراض سے شروع ہوتا ہے

معلم اول یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تعلیم دی'' **وعلم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم على الملائكة(۲)**''

پھر آدمؑ کو آزمائش کیلئے فرشتوں کے سامنے پیش کیا آدمؑ نے اللہ کا پیش کردہ علم ان کے سامنے پیش کیا جبکہ فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدمؑ کے سامنے جھک کر اہل علم کی تکریم کا عملی مظاہرہ کریں

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر امتحان لینے کا حکم وذکر موجود ہے(۳) دراصل امتحان نام ہے آزمائش کا(۴) طبعی وفطری صلاحیتوں کی آزمائش، ایمان کی آزمائش علم کی آزمائش۔ گویا امتحان کے ذریعہ آزمایا جاتا ہے۔عربی زبان کا محاورہ ہے۔

**عندالامتحان يكرم أو يهان**

امتحان کے وقت انسان کی عزت ہوتی ہے یا اھانت

امتحان میں کامیابی انسانی نفسیات پر بہت مثبت اثرات مرتب کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماہرین نفسیات کہتے ہیں استاذ کو بچوں کی نفسیات کا علم ہونا چاہئے اور دوران تدریس ان کی نفسیات وفہم

کی سطح کو ملحوظ رکھنا چاہیے (۵) جب دوران تدریس بچوں کی نفسیات وفہم کی سطح کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے؟ تو کیا امتحان لیتے وقت بچوں کی نفسیات وفہم کو ملحوظ رکھنا لازمی نہیں؟

نبی کریمؐ کی ایک حدیث ہے جسے محدثین نے اصول حدیث کی روشنی میں ضعیف حدیث قرار دیا ہے صحیح قول کے مطابق معروف تابعی مکحولؒ کا قول ہے معلم الصبیان اذا لم یعدل بینهم کتب یوم القیامة مع الظلمة (٦) بچوں کا استاذ اگر بچوں کی تعلیم میں ان کے ساتھ عدل وانصاف سے کام نہیں لے گا تو قیامت کے دن اس کا شمار ظالموں میں ہوگا

لہٰذا استاذ کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبا کے بہتر مفاد میں انصاف کا ساتھ دیں اور طلباء پر کسی بھی زاویہ سے ظلم نہ ہونے دیں

یہ ظلم نصابی زاویہ سے ہو یا فکری زاویہ سے امتحانی نکتہ نظر سے ہو یا کسی اور حوالہ سے، ماہرین نفسیات کی رائے ہے کہ انسان جو کچھ سنتا ہے اس کا پچاس یا ساٹھ فیصد حصہ یاد رکھتا ہے باقی بھول جاتا ہے۔ اور جو کچھ لکھ لیتا ہے اسکا ستر یا اسی فیصد یاد رہتا ہے تعلیم وسماعت اور امتحان کے درمیان فاصلہ جتنا زیادہ ہوگا یادداشت اتنی ہی زیادہ کمزور ہوجائے گی اور امتحانی نتائج پر اس کے اتنے ہی زیادہ منفی اثرات مرتب ہونگے

## مروجہ تعلیمی اداروں کے نظامہائے تعلیم میں طریقہائے امتحان

**طریقہائے امتحان**: ہمارے ملک میں مختلف نظامہائے تعلیم میں مختلف طریقہائے امتحان رائج ہیں جامعہ کراچی جہاں آج یہ مذاکرہ منعقد کیا گیا ہے اس میں سالانہ اور سمسٹر سسٹم دونوں ہی رائج ہیں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں سمسٹر سسٹم رائج ہے اور چھ ماہ کی تکمیل سے قبل باقاعدہ ورکشاپ کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ توسیعی لیکچر وتبادلہ خیال کے ذریعہ یادداشت وفہم کو بہتر بنایا جائے پھر امتحان لیا جاتا ہے دوران تعلیم چار مشقیں بھی لکھوائی جاتی ہیں

بعض اچھے اسکولوں میں ہر ماہ بچوں کا ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔

دینی مدارس میں سالانہ سہ امتحانی طریقہ کار نافذ ہے یعنی دس ماہ کے تعلیمی سیشن میں ہر تین ماہ پر ادارہ طلباء کے امتحان لیتا ہے اور تکمیل پر پھر دوبارہ پورے نصاب کا سالانہ امتحان وفاق کے زیر اہتمام

سینٹلائز ہر سال تین لاکھ سے زائد طلباوطالبات امتحان دیتے ہیں

دینی مدارس میں تعلیمی اوقات تمام جامعات ہوتے ہیں اس کے علاوہ مطالعہ وتکرار میں شرکت لازمی ہے۔

مختلف طریقہائے امتحان سے واضح ہوتا ہے ایک تعلیمی سیشن میں ایک ماہ سے ایک سال تک کے امتحان کا طریقہ رائج ہے دوسال بعد امتحان کا طریقہ کسی نے بھی اختیار نہیں کیا ہے۔

**نویں دسویں کے ایک ساتھ امتحان لینے کا سرکاری فیصلہ**: لہٰذا حکومت نے جونویں دسویں گیارہویں بارہویں کے امتحانات ایک ساتھ لینے کا فیصلہ کیا ہے وہ درج ذیل وجوہات کی بناء پر درست نہیں ہے۔

۱۔ میرا نقطہ نظر ہے امتحانات ہر سطح پر سمسٹر سسٹم کے تحت منعقد ہونا چاہئے تا کہ کالجز میں حاضری کا تناسب جامعات کی طرح بہتر ہو جائے اور اساتذہ کے ہاتھوں میں کچھ امتحانی نمبر ہوں جیسا کہ ٹیکنیکل کالجز وایلمنٹری کالجز وسائنس کالجز میں رائج ہے۔

۲۔ نویں دسویں کا ایک ساتھ امتحان لینے سے طلباء پر بہت زیادہ دباؤ ہوگا جس سے تعلیمی معیار گر جائے گا۔

۳۔ امتحان انسانی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے طلباء کی بڑی تعداد مختلف پیپر پاس نہیں کرسکے گی جس کی وجہ سے طلباء کی نفسیات پر منفی اثرات مرتب ہونگے

۴۔ ایک سال پڑھا کر دوسرے سال امتحان لینا یہ ظلم ہے انصاف نہیں اساتذہ کو اس ظلم کا حصہ نہیں بننا چاہئے۔

۵۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے بھی یہ امتحانی طریقہ کار درست نہیں ہے

۶۔ تدریسی تجربہ بھی اس پر شاہد ہے کہ تعلیم اور امتحان کے درمیان فاصلہ جتنا زیادہ ہوتا ہے طلبا پر اس کے اتنے ہی زیادہ منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۷۔ جو طلباء سالانہ امتحان میں فیل ہونگے ان کا مزید ایک سال ضایع ہوگا اور فیل ہونے والوں کی تعداد یقینی طور سے پہلے سے زیادہ ہوگی۔

لہٰذا ہم سب شرکاء پرزور الفاظ میں STF کی توسط سے یہ پیغام ملک کے ارباب حل وعقد تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ اپنے افکار وخیالات ہم پر مسلط نہ کریں یہ منصب اساتذہ کا ہے ہم زیادہ بہتر

جانتے ہیں کہ امتحانات کب اور کیسے ہونے چاہئے

ہمارے وفاقی وزیر تعلیم کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن کے کتنے سپارے ہیں (جیسا کہ انہوں نے یٹوی پر انٹرویو دیتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ ہم بچوں کو چالیس سپارہ پڑھائیں گے میزبان کی توجہ دلانے پر انہوں نے اپنی تصحیح کی) وہ بھلا نظام تعلیم کے بارے میں کیا جانتے ہونگے۔

میں اپنی بات آغاز میں پیش کردہ قرآنی آیت کے ترجمہ پر مکمل کرتا ہوں کہ اے نبی آپ کہ دیجئے عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا جو منصب جس کا ہے اسے وہ انجام دینا چاہئے امید ہے ان گذارشات پر توجہ دی جائیگی

## حواشی و حوالہ جات

(۱) سورۃ الزمر/۹

(۲) سورۃ البقرۃ/۳۱

(۳) سورۃ الحجرات/۳ سورۃ الممتحنۃ/۱۰

(۴) القاموس الاصطلاحی وحید الزماں قاسمی دار المولفین دیوبند ۱۹۸۷ء، ص/ ۸۸

(۵) انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد ۱۹۹۰ء تعلیم نمبر ۱۱ مرتب مسلم سجاد ص/ ۱۰۳

(۶) الموضوعات لابن الجوزی ج/۱، ص/ ۱۳۲۱ اللئالی الموضوعۃ للسیوطی، ج/۱، ص/ ۱۹۹

# انگلش زبان وبال جان

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

پاکستان میں 91% طلباء انگریزی سے نفرت کرتے ہیں اور ۵۰ فیصد محض انگریزی کی وجہ سے تعلیم چھوڑ دیتے ہیں، میٹرک کی سطح پر فیل ہونے والے طلباء میں 55 فیصد انگریزی میں فیل ہوتے ہیں، ایم اے کی سطح پر 80 فیصد طلباء انگریزی میں تھرڈ ڈویژن حاصل کرتے ہیں جبکہ فرسٹ ڈویژن محض ایک خواب ہی ہے۔ ۵۹ سال تک انگریزی پڑھانے کے باوجود اس وقت پاکستان کے 15 کروڑ 40 لاکھ عوام میں سے صرف ایک لاکھ چالیس ہزار انگریزی بول سکتے ہیں جبکہ ایسے افراد کی تعداد صرف 60 ہزار ہے جو اچھی انگریزی لکھ سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے انتہائی

ذہین طلباء جو اعلیٰ سائنسدان ڈاکٹر اور انجینئر بن سکتے ہیں محض انگریزی نہ آنے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں یوں ملک ایک بہت بڑے ذہین طبقہ سے محروم ہو جاتا ہے، آپ اپنے ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھیں آپ کو بیشمار ماہر مکینک، الیکٹریشن، مٹی سے خوبصورت برتن بنانے والے لکڑی پر نقش ونگار بنانے والے، زرعی آلات تیار کرنے والے اور کھڈیوں پر کپڑا بننے والے نظر آئیں گے۔ آپ ان کے فن سے متاثر ہونگے۔ یہ سارا طبقہ ان پڑھ لوگوں کا ہے۔ آپ تحقیق کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسکول میں داخلہ لیا تھا لیکن انگریزی ان کے راستہ میں رکاوٹ بن گئی۔

spellings اور tenses پر ماسٹروں کے ڈنڈے کب تک برداشت کرتے۔ آخر تنگ آ کر ان بچاروں نے تعلیم چھوڑنا ہی مناسب سمجھا۔ اگر انگریزی نہ ہوتی اور تمام سائنسی علوم ہماری قومی زبان اردو میں ہوتے تو آج یہ لوگ بھی مستری، لوہار اور ترکھان کہلوانے کے بجائے انجینئر کہلواتے۔ معاشرہ میں ان کی عزت ہوتی اور ان کی ذہانت سے ملک وقوم کو فائدہ ہوتا۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ ہماری 95% آبادی اردو سمجھتی ہے۔ ہماری قومی زبان اردو ہے۔ لیکن ہم نے انگریزی زبان کو دفتری زبان قرار دے کر افسروں اور کلرکوں کو ایک مصیبت میں ڈال رکھا ہے اور بدقسمتی سے ہمارے ہاں تمام اعلیٰ تعلیمی اداروں کا میڈیم بھی انگریزی ہے۔ انگریزی کے حق میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آج کے دور میں انگریزی کے بغیر ترقی کرنا ممکن نہیں تو جناب انگریزی کو گلے لگا کر ہم نے 59 سال میں کیا ترقی کی ہے۔ ہم نے قوم کو غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور ذلت کے سوا کیا دیا ہے؟ ہم نے دنیا کی قوموں میں کیا مقام حاصل کیا ہے۔ آج امریکا کی نظروں سے نظریں ملا کر صرف چین بات کرسکتا ہے۔ چین یکم نومبر ۱۹۴۹ء میں آزاد ہوا تھا ہم سے دو سال دو ماہ چھوٹا اور ترقی کے اعتبار سے ہم سے بہت بڑا ہے۔ اس کی عوام تو کیا صدر کو بھی انگریزی نہیں آتی۔ جاپان ۱۹۴۵ء میں تقریباً تباہ ہوگیا تھا۔ امریکیوں نے اس پر قبضہ جما لیا تھا۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۲ء میں اس کو آزادی ملی صرف 3 سال بعد یعنی ۱۹۵۵ء میں اس کی قومی صنعتی پیداوار قبل از جنگ کی سطح پر آ گئی تھی ۱۹۶۰ء تک جاپان نے تمام تر تاوان جنگ ادا کر دیا تھا اور وہ معاشی وصنعتی طور پر امریکہ و دیگر یورپی ممالک سے زیادہ مضبوط ملک بن

چکا ہے۔ یہاں تک کہ امریکہ جاپانی جاپانی گاڑیاں استعمال کرنے پر مجبور ہوگیا۔ جنوبی کوریا اگست ۱۹۴۸ء کو آزاد ہوا اور شمالی کوریا ۸ ستمبر ۱۹۴۸ء میں۔ دونوں کا آج دنیا میں نام ہے یہ نام انہوں نے اپنی زبان بولتے ہوئے کمایا نہ کہ انگریزی۔ تائیوان بھی اس ضمن میں ایک بہترین مثال ہے۔ جرمنی میں انگریزی بولنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ تمام تعلیمی اداروں میں جرمن زبان میں تعلیم دی جاتی ہے۔ غرض آپ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کو دیکھیں سب نے اپنی اپنی زبان کو مقدم رکھا اور انگریزی کا طوق اپنے گلے میں نہیں ڈالا جبکہ ہم نے اپنی تمام صلاحیتیں خود انگریز بننے اور اپنی اولادوں کو انگریز بنانے پر لگا رکھی ہیں بدقسمتی سے ہمارے ملک پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہے جنہیں یہ تک معلوم نہیں کہ چودہ سو سال پہلے نازل ہونے والے کلام پاک کے سپارے کتنے ہیں۔ ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ نظام تعلیم کو بہتر کردیں گے؟ ان سے توقع رکھنا ایسا ہی ہے جیسے سرسوں کے تیل سے مکھن نکالنا۔ دراصل احساس کمتری کا شکار غلامانہ سوچ کے حامل طبقہ نے عوام کا یہ ذہن بنادیا ہے کہ ترقی انگریزی کے بغیر ممکن نہیں۔

انگریزی کو رواج دے کر ہم نے اپنی نسلوں کو ذہنی طور پر انگریزوں کا غلام بنادیا ہے۔ ان کے نزدیک آج انگریزی لباس پہننا مہذب ہونے کی اور انگریزوں کی طرح کھڑے ہوکر کھانا ماڈرن ہونے کی علامت ہے۔ انگریزی زبان ہی تعلیم یافتہ ہونے کا معیار ہے۔ تاریخ گواہ ہے جس قوم نے اپنی زبان کو چھوڑ کر دوسروں کی زبان کو اپنایا یا غلامی اس کا مقدر بنی جب تک ہم انگریز اور انگریزی زبان کے چنگل سے نکل کر اپنی زبان کو ذریعہ تعلیم نہیں بناتے اس وقت تک ہم ایک آزاد اور خودمختار قوم نہیں بن سکتے اور نہ ہی دنیا کی قوموں میں ہمیں کوئی اعلیٰ مقام مل سکتا ہے۔

## وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ

وزیر اعلیٰ سندھ نے پنجاب میں گریڈ '۱' سے گریڈ '۱۶' تک سرکاری ملازمین کو عیدالاؤنس کے طور پر ایک ماہ کی تنخواہ دینے اور ایک تا گیارہ پے اسکیل اپ گریڈ کرنے کا اعلان کیا ہے اس حکم کا اطلاق یکم جولائی ۲۰۰۷ء سے ہوگا جنگ کراچی ۱۰ ستمبر ۲۰۰۷ء

**انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کے جملہ عہدیداران مطالبہ کرتے ہیں سندھ میں بھی اساتذہ کو مذکورہ مراعات فراہم کی جائیں**

## مبارک باد

پروفیسر ڈاکٹر عبدالوحید اسلامک اسٹڈیز کو ایڈیشنل ڈائریکٹر ٹیچنگ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ حیدرآباد سندھ منتخب کئے جانے پر انجمن اساتذہ کے جملہ عہدیداران واراکین دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید ترقی وکامیابی عطا فرمائے

## مبارک باد

پروفیسر نجمہ نیاز اسلامک اسٹڈیز کو سیکریٹری ایجوکیشن سندھ نے 4 اپریل ۲۰۰۷ء سے ڈی او ایجوکیشن ایلیمنٹری فیمیل بنایا ہے جس پر انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کے جملہ عہدیداران واراکین پروفیسر صاحبہ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں موصوفہ کے ذریعہ لوگوں کے مسائل حل ہونگے

## پی ایچ ڈی ڈگری حاصل کرنے پر مبارک باد

پروفیسر ڈاکٹر قاری بدرالدین صدر شعبہ عربی وفاقی اردو یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر غلام عباس قادری سراج الدولہ کالج پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اسلامیہ آرٹس کامرس کالج پروفیسر ڈاکٹر سردار احمد کو اسلامیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے پر انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی کے جملہ عہدیداران واراکین کی جانب سے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

## اساتذہ کرام بالخصوص

### عہدیداران، اراکین وممبران سے خصوصی درخواست

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے ہماری خواہش ہے انجمن کے آئین کے مطابق زیادہ سے زیادہ سیمینارز، کانفرنسیں اور ورکشاپ منعقد کریں لیکن محدود وسائل کے سبب اس پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے۔

بعض اساتذہ کی رائے تھی کہ یہ اخراجات اساتذہ کرام اپنی تنخواہوں سے ادا کریں۔

لہٰذا ہم تمام اساتذہ سے درخواست کرتے ہیں وہ دام درم سخے صوبائی وقومی سیرت کانفرنس کے لیے فوری تعاون سے آگاہ فرمائیں تاکہ پروگرام کی تفصیلات کا جلد سے جلد اعلان کیا جاسکے۔

میں ان اساتذہ کا انتہائی شکرگذار ہوں جنہوں نے اب تک تعاون فرمایا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی